روزنامہ
ٹیلیفون نمبر 047-6213029 C.P.L 29-FD

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

بدھ 24 مئی 2006ء 25 ربیع الثانی 1427 ہجری 24 ہجرت 1385 ہش جلد 56-91 نمبر 112

خلافت ۔ الفت کا ذریعہ

حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ بننے کے بعد صحابہؓ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کے ذریعہ تمہیں ضلالت اور تفرقہ سے نکالا اور تمہارے دلوں میں الفت قائم کی۔ پھر اللہ نے تم پر ایک خلیفہ مقرر کیا تاکہ تمہارے درمیان الفت و محبت قائم رکھے اور تمہارے مقصود کو غلبہ عطا کرے۔

(دائرہ المعارف القرن الرابع عشر محمد فرید وجدی جلد 3 صفحہ 758 زیر لفظ خلف)

خلافت کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو مضبوط ایمان والے ہوں اور نیک اعمال کر رہے ہوں

استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تا خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں

خلافت کی اہمیت و برکات کے بارے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات

27 مئی 2005ء کو خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

خدا کی فعلی شہادت

"آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود کی جماعت میں شامل لوگوں کی، آپ کی وفات کے بعد، خوف کی حالت کو امن میں بدلا۔ اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود اللہ تعالیٰ کے فرستادہ .... تھے۔ اور...... آپ کا سلسلہ خلافت تا قیامت جاری رہنا تھا۔

پس آج 97 سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں فعلی شہادت گزشتہ 97 سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں۔ اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ گزشتہ مثالیں تو بہت ساری ہیں حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد، پھر حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد، پھر حضرت مصلح موعود کی وفات کے بعد۔ لیکن جیسے کہ میں پہلے بھی ایک دفعہ بتا چکا ہوں کہ خلافت خامسہ کے انتخاب کی کارروائی دیکھ کر، جو ایم ٹی اے پر دکھائی گئی تھی، مخالفین نے یہ اعتراف کیا کہ تمہارے سچے ہونے کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ بہر حال پتہ لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ تو بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے اور اس کی نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے اور یہ شکر ہی ہے جو اس نعمت کو مزید بڑھاتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ...... یعنی اگر تم شکر گزار بنے رہو تو میں اور بھی زیادہ دوں گا۔ اس نعمت کے جو افضال ہیں ان سے میں تمہیں بھرتا چلا جاؤں گا۔"

خلافت کا نظام جاری رہے گا

"خلافت قائم رکھنے کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو مضبوط ایمان والے ہوں اور نیک اعمال کر رہے ہوں۔ جب ایسے معیار مومن قائم کر رہے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری رکھے گا۔ نبی کی وفات کے بعد خلیفہ اور ہر خلیفہ کی وفات کے بعد آئندہ خلیفہ کے ذریعہ سے یہ خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی۔ اور یہی ہم گزشتہ 100 سال سے دیکھتے آ رہے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں اور دنیا کے لہو ولعب ان کو متاثر کر کے شرک میں مبتلا نہ کر رہے ہوں۔ اگر انہوں نے ناشکری کی، عبادتوں سے غافل ہو گئے، دنیا داری ان کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے زیادہ محبوب ہو گئی تو پھر اس نافرمانی کی وجہ سے وہ اس انعام سے محروم ہو جائیں گے۔ پس فکر کرنی چاہئے تو ان لوگوں کو جو خلافت کے انعام کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ یہ خلیفہ نہیں ہے جو خلافت کے مقام سے گرایا جائے گا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلافت کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فاسقوں میں شمار ہوں گے۔ تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کو نہیں سمجھتے، ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔ پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو...... کہتے ہیں۔ یا یہ وارننگ ہے ان کمزور احمدیوں کو جو خلافت کے قیام و استحکام کے حق میں دعائیں کرنے کی بجائے اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کہاں سے کوئی اعتراض تلاش کیا جائے۔"

استحکام خلافت کے لئے دعائیں

"صالح بنو اور دعاؤں میں لگے رہو تا کہ یہ خلافت کا انعام تم میں ہمیشہ جاری رہے۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ اعزاز قائم رکھنے کے لئے، اگر یہ گزشتہ 97 سال سے کسی خاص ملک کے لوگوں کے حصے میں آ رہا ہے یا حضرت مسیح موعود کے خاندان کے حصے میں آ رہا ہے تو اس کو قائم رکھنے کے لئے، دعاؤں اور نیک اعمال کی ضرورت ہے۔ ورنہ کوئی قوم بھی جو اخلاص اور وفا اور تقویٰ میں بڑھنے والی ہوگی اس علم کو بلند کرنے والی ہو گی۔ کیونکہ یہ تو حضرت مسیح موعود سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ قدرت دائمی ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں لیکن دائمی قدرت کے ساتھ شرائط ہیں۔ اعمال صالحہ۔"

"اس زمانے کی قدر کو پہچانو اور اپنے پیچھے آنے والوں کیلئے نیک نمونہ چھوڑو تا کہ بعد کی نسلیں تمہیں محبت اور فخر کے ساتھ یاد کریں، اور تمہیں احمدیت کے معماروں میں یاد کریں نہ کہ خانہ خرابوں میں۔"

"خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو کم حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر آ چکا ہے کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔"

"ہر احمدی کو اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے دعاؤں کے ذریعہ سے ان فضلوں کو سمیٹنا چاہئے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے فرمایا ہے۔ اپنے بزرگوں کی اس قربانی کو یاد کریں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ انہوں نے جو قیام اور استحکام خلافت کے لئے بھی بہت قربانیاں دیں۔" (الفضل 5 جولائی 2005ء)

اہم نوٹ: اس شمارے میں خالی صفحات پر اشتہارات ہیں۔

خلفاء کی منجانب اللّٰہ تقرری اور برکات خلافت پر خطبات نور (حضرت خلیفۃ المسیح الاول) کے اقتباسات

خلفاء دلائل اور آدمیوں کے انتخاب سے نہیں خدا کی تائید اور نصرت سے بنتے ہیں

جماعت میں اتفاق اور وحدت کی ضرورت ہے جو خلیفہ کی فرمانبرداری پر موقوف ہے

مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

خدا کی تائید سے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

”میں نے پہلے بتلایا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خداتعالیٰ کا وعدہ ہے اور وہ خلیفہ دلائل سے نہیں، آدمیوں کے انتخاب سے نہیں بلکہ خداتعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنیں گے۔ (خطبات نور ص12)

خدا کی قدرت نمائی

ان (آنحضرت ﷺ) کے جانشین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے۔ آپ کی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے نہ تھے۔ پھر کیونکر ثابت ہوا کہ خلیفہ حق ہیں۔ اسامہ کے پاس بیس ہزار لشکر تھا اس کو بھی حکم دے دیا کہ شام کو چلے جاؤ۔ اگر اسامہ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ بیس ہزار لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔ نواح عرب میں ارتداد کا شور اٹھا۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام ونشان نہ رہا تھا۔ سب کچھ ہوا پر خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا کہ رافضی بھی گواہی دے اٹھا کہ اسد اللہ الغالب کو ساتھ ہونا پڑا۔ کیسا خوف پیدا ہوا کہ عرب مرتد ہوگئے مگر سب خوف جاتا رہا۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ جب لوگ مامور ہوکر آتے ہیں تو خداتعالیٰ کی قدرت نمائی ہے اس کے ہاتھ کا تھامنا یہ دکھلا دیتا ہے کہ وہ خداتعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔ (ص10)

خدا کے ہاتھ میں ہے

خلیفہ کا تقرر خداتعالیٰ کے ہاتھ میں ہونا ہی قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے خداتعالیٰ کا وعدہ آپ ہی منتخب کرنے کا ہے۔ کون منتخب ہوتا ہے (-) (الانعام:125) جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوتا ہے اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے لئے سزاوار اس وقت ہرگز نہیں ہوتا۔ (ص72)

دست قدرت

یہ خدا ہی کا دست قدرت ہوتا ہے جو کہ ایک نبی کا قائمقام کسی کو بناتا ہے۔ ان پر مشکلات آتی ہیں مگر خدا بدلہ دیتا ہے۔ ان لوگوں میں تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ دونوں کمالات ہوتے ہیں۔ خدا کی کاملہ صفات کے یہ لوگ گرویدہ ہوتے ہیں اور مخلوق کی بے ثباتی اور لاشے ہونا ان کو بتلاتا ہے کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہے۔ اگر مزکی ہونا انسان کی اپنی طاقت کا کام ہوتا تو عقلمند اور مادی علوم کے محقق اعلیٰ درجہ کے پارسا ہوتے مگر اسی قسم کے لوگ گمراہ خبث ہوکر خدا سے دور چلے جاتے ہیں۔ اس لئے مزکی ہونے کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی آدمی جس میں کشش اور جذب کی طاقت ہو آوے۔

(ص 175-176)

یہ خدا کا کام ہے

یہاں کے بعض رہنے والے باہر کے آنے والوں کے کانوں میں باتیں بھرتے ہیں کہ ہماری جماعت میں اختلاف ہے۔ کوئی موجود خلیفہ کے بعد کسی کو تجویز کرتا ہے اور کوئی کسی کو۔ ان بے حیاؤں کو شرم نہیں آتی کہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ان کو کیا خبر ہے کون خلیفہ ہوگا؟ ممکن ہے کہ ہمارے بعد بہتر خلیفہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی کیسی کیسی تائید کرے جب تم اس قدر بے علم ہو تو ایسی ایسی باتیں کیوں کیا کرتے ہو۔ کیا تمہارا انتخاب کردہ منتخب ہوگا؟ کیا موجودہ خلیفہ تمہارے انتخاب سے خلیفہ ہوا ہے۔ یہ کام تمہارا نہیں۔ خدا کا کام خدا کے سپرد کرو میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم کو اس کا وبال نہ بھگتنا پڑے۔ تم میں ایک امام ہے اس کا نام نورالدین ہے کیا تم اس کی حیاتی کے ذمہ دار ہو پیش از مرگ واویلا کرتے ہو۔ اگر تم حیادار ہو تو ایسی باتیں کبھی نہ کرو میرے اور میاں صاحب کے درمیان کوئی نقار نہیں جو ایسا کہتا ہے وہ بھی منافق ہے وہ میرے بڑے فرمانبردار ہیں۔ انہوں نے مجھ کو فرمانبرداری کا بہتر سے بہتر نمونہ دکھایا ہے۔ وہ میرے سامنے اونچی آواز بھی نہیں نکال سکتے۔ انہوں نے فرمانبرداری میں کمال کیا ہے۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی مخالفت نہیں۔

میں نے امام بننے کی کبھی خواہش تک نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو گردنوں سے پکڑ کر میرے آگے جھکا دیا۔ دیر کی بات ہے میں نے رویا دیکھی تھی کہ میں کرشن بن گیا۔ اس کا نتیجہ اس وقت میری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ (ص622)

خلیفہ کی فرمانبرداری

حضرت صاحب کے زمانے میں میں نے چودہ سو کارڈ چھپوائے تھے کہ چودہ سو آدمیوں کی جماعت ہوکر ہم حضرت صاحب سے بیعت کریں گے اور اس فضل سے حصہ لیں گے جو جماعت سے مختص ہے۔ خدا نے خلوص نیت کو نوازا اور چودہ سو سے کئی لاکھ اس جماعت کو بنادیا۔ اب ضرورت ہے اس جماعت میں اتفاق اتحاد اور وحدت کی اور وہ موقوف ہے خلیفہ کی فرمانبرداری پر۔ (ص 417,418)

خدا نے مجھے قوت دی

خلیفہ بن کر مجھ پر بہت بڑا بوجھ پڑا ہے اگر خداتعالیٰ ہی کا فضل نہ ہوتا اور اس کی غریب نوازی میری دستگیری نہ کرتی تو میں اس بوجھ کو اٹھانے کے قابل نہ تھا۔ مگر اس نے اپنے فضل سے مجھے قوت دی۔ جس کا ایک بیٹا بیمار ہو اس کی حالت کا اندازہ مشکل ہوتا ہے پھر جس کے لاکھوں بیٹے ہوں اور مختلف حاجتوں اور بوجھوں سے ان کی حالت اس کے لئے درد کا باعث ہو۔ اندازہ بھی نہیں ہوسکتا کہ اسے کس قدر تکلیف ہوسکتی ہے۔ مگر اللہ ہی کا فضل ہے جو میں دل کے باغ میں رہتا ہوں۔ پس اس قسم کی ہمدردی کا احساس کرنے والا دل پہلو میں رکھنے والا انسان دنیا کو خدا کے فضل کے بدوں میسر نہیں آتا۔

(ص 478, 479)

خدا نے جھکا دیا

جماعت کے بعض لوگ دعا کرانے کی درخواست میں بھی شرک کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ کوئی تمہارا کارساز نہیں۔ میں علم غیب نہیں جانتا۔ نہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میرے اندر فرشتہ بولتا ہے۔ اللہ ہی تمہارا معبود ہے اسی کے تم ہم سب محتاج ہیں کیا مخفی اور کیا ظاہر رنگ میں۔ اس کی طاقت بہت وسیع ہے اور اس کا تصرف بہت بڑا ہے وہ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے اسکا ایک نظارہ اس امر میں دیکھو تم بھی مرزا کے مرید ہو اور میں مرزا کا مرید ہوں مگر اس نے تمہیں پکڑ کر میرے آگے جھکا دیا ہے۔ اس میں نہ میری خواہش تھی اور نہ مجھ پر کسی انسان کا احسان ہے میرے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی اور نہ یہ تمہاری کوششوں کا نتیجہ ہے۔ دیکھو میں بیمار رہوا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کے بچنے کی امید نہیں۔ مگر میں زندہ بولتا موجود ہوں۔ خدا ہی کا علم کامل ہے اس کا تصرف کامل ہے اسی کے آگے سجدہ کرو اسی سے دعا مانگو۔ (ص506)

ارادہ الٰہی

خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ ہماری حکومت کو یہ لوگ طوعاً اور کرہاً مانتے ہیں۔ پس جب خدا کی حکومت کا یہ حال ہے تو پھر جب انبیاء علیہم السلام کی حکومت ہوتی ہے اس وقت لوگوں کو اور بھی اعتراضات سوجھتے ہیں اور کہتے ہیں (الزخرف: 32) کہ وحی کا مستحق فلاں رئیس یا عالم تھا اس سے ظاہر ہے کہ لوگ رسول کی بعثت کے لئے خود بھی کچھ صفات اور اسباب تجویز کرتے ہیں جس سے ارادہ الٰہی بالکل لگا نہیں کھاتا۔ علیٰ ہذا القیاس جب رسول کے خلیفہ کی حکومت ہو تب تو ان کو مضائقہ پر مضائقہ اور کراہت پر کراہت ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (الزخرف: 33) کہ کیا یہ لوگ الٰہی فضل کو خود تقسیم کرتے ہیں؟ حالانکہ دیکھتے ہیں کہ وجہ معاش میں ہم نے ان کو خود مختار نہیں رکھا اور خود ہم نے اس کی تقسیم کی ہے پس جب ان کو علم ہے کہ خدا کے ارادہ سے سب کچھ ہوتا ہے تو پھر انبیاء اور ان کے خلفاء کا انتخاب بھی اس کے ارادہ سے ہونا چاہئے

یہ اسی کا فعل ہے کہ امام بناوے، خلیفہ بناوے تمہاری سمجھ وہاں کام نہیں آسکتی۔ رموز سلطنت خویش خسرواں دانند۔ اگر اللہ تعالیٰ ایک شخص کو ہمارے کہنے سے مامور کردے اور اس کے اخلاق ردی ثابت ہوں ظالم خودغرض کینہ پرور نکل آوے تو دیکھو کس قدر مشکل پڑے۔ اسی لئے لوگوں کو انجمنوں اور سماجوں میں اپنے منتخب کردہ پریذیڈنٹوں کو منسوخ کرنا پڑتا ہے یا وہ لوگ خود الگ ہوجاتے ہیں۔ (ص170)

سچا وعدہ

اس زمانے ہی کو دیکھو کہ لیستخلفنھم کا وعدہ کیا سچا اور صحیح ثابت ہوا۔ اس کا رحم اس کا فضل اور انعام کس کس طرح دستگیری کرتا ہے۔ مگر انسان کو بھی لازم ہے کہ خود بھی قدم اٹھاوے۔ یہ بھی ایک سنت اللہ چلی آتی ہے کہ خلفاء پر مطاعن ہوتے ہیں۔ آدم پر مطاعن کرنے والی خبیث روح کی اذیت بھی اب تک موجود ہے۔ صحابہ کرام پر مطاعن کرنے والے روافض اب بھی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو تمکنت دیتا ہے اور خوف کو امن سے بدل دیتا ہے۔

(ص 23, 24)

باقی صفحہ 11 پر

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر سلطان احمد ڈوگر مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/8 روپے

خلافت احمدیہ کے پہلے تاجدار

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا تاریخ ساز عہد

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب ۔ مورخ احمدیت

آسمانی نظام خلافت

خلافت ایک نہایت مبارک نظام ہے جو انوارِ نبوت کو ممتد کرنے کا آسمانی ذریعہ ہے اس لئے ارشاد ہے: ''مَاکَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ'' (الجامع الصغیر للسیوطی جلد 2 صفحہ 126 مطبع خیریہ مصر 1306ھ) ہر نبوت کے بعد خلافت ضرور قائم ہوتی ہے۔ اس تعلق میں حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں۔:

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو ..اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 ص 353)

حضور اقدس نے رسالہ ''الوصیت'' میں اپنے بعد نظام خلافت کے قیام کی واضح خبر دی اور اسے قدرت ثانیہ سے موسوم فرماتے ہوئے لکھا:

''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اسکا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا ..مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کے مظہر ہونگے۔''

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 305)

احمدیت میں نظام خلافت کا آغاز

حضرت مسیح موعود نے خلافت احمدیہ کی غرض وغایت یہ بیان فرمائی کہ:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا، ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔''

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 306)

ان پاک نوشتوں کے مطابق حضرت مسیح موعود کے بعد جماعتِ احمدیہ کا پہلا اجماع خلافت پر ہی ہوا اور حضرت حکیم حافظ مولانا نورالدین صاحب بھیروی 27 مئی 1908ء کو بالاتفاق خلیفہ اوّل منتخب ہوئے۔ اس طرح خلافت کا نظام جاری ہوگیا اور اسکی برکات پلٹ آئیں۔

جماعت کی ممتاز ومنفرد اور برگزیدہ شخصیت

حضرت مولانا حکیم نورالدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل کی عظیم اور برگزیدہ شخصیت پوری جماعت میں ایک ممتاز اور منفرد مقام رکھتی ہے۔ آپ کے بلند مرتبہ اور جلالت شان کا اندازہ اس سے لگ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی تحریرات میں اپنے اوّلین مخلص اور جاں نثار رفقاء میں سے سب سے بڑھ کر آپ ہی کی تعریف کی ہے۔ فرماتے ہیں:

اوّل۔: ''میں اُن کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلائے کلمہ (دین) کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہوسکتیں۔ انکے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہوا ہے اس کے تصوّر سے قدرتِ الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔''

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 ص 35)

دوم۔: ''جس قدر اُن کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک میرے پاس نہیں ''۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے''

('نشان آسمانی'۔ روحانی خزائن جلد 4 ص 407)

سوم۔: (ترجمہ از عربی) آپ کا فخر ہیں اور آپ کو قرآنی دقائق کے استخراج اور حقائق فرقان کے خزانوں کی اشاعت میں عجیب ملکہ حاصل ہے بے شبہ آپ مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے منور ہیں اور اپنی شان اور پاک باطنی کے مطابق کے نور سے نور لیتے ہیں آپ ایک بے مثال وجود ہیں جس کے ایک ایک لمحہ سے انوار کی نہریں بہتی اور ایک ایک تحریر سے فکروں کے مشرب پھوٹتے ہیں آپ خدام دین کے سردار ہیں اور میں آپ پر رشک کرنے والوں میں سے ہوں۔

آپ میرے ہر ایک امر میں میری اسی طرح پیروی کرتے ہیں جیسے نبض کی حرکت، تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔

جس طرح ان کے دل میں قرآن کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ایسی محبت اور کسی کے دل میں نہیں دیکھتا۔ آپ قرآن کے عاشق ہیں اور آپ کے چہرہ پر آیاتِ مبین کی محبت ٹپکتی ہے۔

مَیں دیکھتا ہوں کہ آپ کے لبوں پر حکمت بہتی ہے اور آسمان سے نور آپ پر نازل ہوتے ہیں۔

خدا کی قسم میں آپ کے کلام میں ایک نئی شان دیکھتا ہوں اور قرآنِ شریف کے اسرار کھولنے، اس کے کلام اور مفہوم کے سمجھنے میں آپ کو سابقین میں سے پاتا ہوں اور آپ کے علم وحلم کو ان دو پہاڑوں کی طرح دیکھتا ہوں جو ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں۔

(ترجمہ وتلخیص) آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد5 صفحہ 584 تا 589)

چہارم۔: (ترجمہ از عربی) میرے سب دوست متقی ہیں لیکن ان سب سے قوی البصیرت، کثیر العلم اور زیادہ نرم اور حلیم اور اکمل الایمان (۔) اور سخت محبت اور معرفت اور خشیت اور یقین اور ثبات کا حامل ایک مبارک اور بزرگ شخص متقی، عالم، صالح، فقیہ اور جلیل القدر محدّث اور عظیم الشان حاذق حکیم، حاجی الحرمین، حافظِ قرآن، قوم کا قریشی اور نسب کا فاروقی ہے جس کا نامِ نامی لقب گرامی حکیم نورالدین بھیروی ہے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا اعلیٰ درجہ کا صدیق عطا فرمایا ہے۔''

(ترجمہ وتلخیص حمامۃ البشریٰ۔ روحانی خزائن جلد 7 ص 180)

قبل از خلافت پُر از نور حیاتِ طیبہ

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل 1258ھ یا 1841ء کے قریب پنجاب کے تاریخی شہر بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ (مرقاۃ الیقین سوانح مرتبہ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی) آپ کے والد حضرت حافظ غلام رسول صاحب اور والدہ حضرت نور بخت صاحبہ تھیں آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی ماں کی گود میں کلمہ طیبہ کی آواز سنی''۔ (حیات نور ص 1)

آپ نے گھر کے ایسے ماحول میں آنکھیں کھولیں جہاں پر ہر وقت قال اللہ اور قال الرسول کا چرچا رہتا تھا اور سبھی قرآن کی محبت سے سرشار تھے۔ آپ کو سنِ تمیز سے بھی بہت پہلے کتابوں کا شوق دامن گیر تھا۔ گھریلو تعلیم کے بعد آپ مقامی مدرسہ میں داخل ہوئے۔ مزید تعلیم لاہور میں حاصل کی پھر راولپنڈی کے نارمل سکول سے امتحان پاس کیا اور چار سال تک پنڈ دادنخاں کے مڈل سکول میں مدرس رہے۔ اسی اثناء میں افسر مدارس آگیا جس نے آپ سے کسی بات پر کہا کہ آپ کو ڈپلومہ کا گھمنڈ ہے۔ آپ نے ایک شخص سے کہا ڈپلومہ لاؤ جس کو یہ خدا سمجھے ہوئے ہیں۔ پھر اسے افسر کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور استعفیٰ دے کر واپس بھیرہ تشریف لے آئے۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ 213)

اب آپ طب اور دیگر عربی علوم کی تکمیل میں منہمک ہو گئے۔ اس کے لئے آپ کو رام پور، لکھنؤ، میرٹھ، دہلی اور بھوپال کے طویل سفر طے کرنے پڑے بعد ازاں آپ حجاز کی مقدس سرزمین میں تشریف لے گئے اور مکہ اور مدینہ شریف میں قریباً چھ سال تک مختلف بزرگوں سے علمِ حدیث حاصل کیا اور فریضۂ حج بجا لانے کے بعد وسط 1871ء میں اپنے وطن لوٹے۔ آپ کی آمد کی شہرت دور دور تک پھیل گئی آپ نے بھیرہ میں درس کا سلسلہ شروع کرنے کے علاوہ ایک مطب بھی جاری کر دیا۔ 1876ء کے قریب آپ مہاراجہ جموں وکشمیر کے شاہی طبیب مقرر ہوئے۔ اور ستمبر 1892ء تک جموں میں مقیم رہے۔ اس دوران آپ نے اہم طبی خدمات انجام دیں۔ درسِ قرآن سے انوارِ قرآنی پھیلائے۔ ریاست کے طول وعرض میں بالخصوص شاہی خاندان تک (دین حق) کا پیغام پہنچایا اور کئی لازوال کتابیں تصنیف کیں۔

قادیان کا پہلا مبارک سفر

آپ جموں میں ہی قیام فرما تھے کہ آپ کو حضرت مسیحِ موعود کا ایک اشتہار ملا جس میں آپ نے خدا سے ہم کلامی کا اعلان فرمایا تھا۔ یہ اندازاً مارچ 1885ء کا واقعہ ہے۔ آپ اشتہار دیکھتے ہی دیوانہ وار جموں سے قادیان پہنچے اور خدا کے برگزیدہ کے چہرہ نورانی پر پہلی نظر ڈالتے ہی دل وجان سے فدا ہوگئے۔ فرماتے ہیں ''میں جب قادیان میں آیا شروع میں یہاں مرزا صاحب مرحوم ومغفور ہی تھے۔ ان کی بیوی خود کھانا پکاتی تھی اور ایک خادمہ تھی بس۔ لیکن جب تعلیم دیکھی تو مَیں نے کہا کہ ایسی ہے کہ عقلمندوں کو کھا جائے گی اور مجبوراً یہ صداقت دنیا کو پہنچ جائے گی''۔

(کلامِ امیر ضمیمہ بدر صفحہ 19

امام ہمام کی دعاؤں کا نورانی ثمر

حضرت مسیحِ موعود عرصہ سے مصروفِ دعا تھے کہ الٰہی مجھے دین کی خدمت کے لئے انصار عطا فرما پس آپ کی آمد قادیان اس دعا کی قبولیت کا زندہ نشان تھا۔ حضور اپنے قلبی جذبات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"مجھے آپ کے ملنے سے ایسی خوشی ہوئی گویا جدا شدہ جسم کا کوئی ٹکڑہ مل گیا اور ایسا مسرور ہوا جیسا کہ آنحضرت ﷺ، حضرت فاروق سے ملنے سے ہوئے تھے۔ مجھے سب غم بھول گئے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام (ترجمہ)۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 582)

آپ دوبارہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ کی راہ میں مجاہدہ کیا ہے؟ فرمایا عیسائیوں کے مقابل ایک کتاب لکھیں۔ جس پر آپ نے "فصل الخطاب"، جیسی ضخیم اور معرکۃ الآراء کتاب لکھی۔ ازاں بعد آپ نے حضور کے حکم پر آریہ دھرم کے ردّ میں 'تصدیق براہینِ احمدیہ' تصنیف فرمائی۔ آپ نے حضور سے درخواست کر رکھی تھی کہ جب جنابِ الٰہی سے بیعت کا اِذن ہو تو سب سے پہلی بیعت آپ کی ہو۔ چنانچہ 23 مارچ 1889ء کی بیعتِ اولیٰ میں اول المبایعین ہونے کا شرف آپ کو ہی حاصل ہوا۔

ہجرتِ قادیان کا ایمان افروز واقعہ

1893ء کی پہلی سہ ماہی میں آپ بھیرہ کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر حضرت مسیح موعود کے قدموں میں آ گئے آپ کی ہجرت کا واقعہ بہت ایمان افروز ہے جو آپ کے قلمِ مبارک سے درج ذیل ہے۔

"میرا ارادہ ہوا کہ میں ایک بڑے پیمانہ پر ایک شفا خانہ کھولوں اور ایک عالی شان مکان بنا لوں وہاں میں نے ایک مکان بنایا۔ وہ ابھی ناتمام ہی تھا اور غالباً سات ہزار روپیہ اس پر خرچ ہونے پایا تھا کہ مَیں کسی ضرورت کے سبب لاہور آیا اور میرا جی چاہا کہ حضرت صاحب کو بھی دیکھوں اس واسطے میں قادیان آیا۔

چونکہ بھیرہ میں بڑے پیمانے پر عمارت کا کام شروع تھا اس لئے مَیں نے واپسی کا یکّہ کرایہ کیا تھا۔ یہاں آ کر حضرت صاحب سے ملا اور ارادہ کیا کہ آپ سے ابھی اجازت لے کر رخصت ہوں۔ آپ نے اثنائے گفتگو میں مجھ سے فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہو گئے۔ مَیں نے کہا اب تو مَیں فارغ ہی ہوں۔ یکّہ والے سے مَیں نے کہہ دیا کہ اب تم چلے جاؤ، اب اجازت لینا مناسب نہیں ہے۔ کل پرسوں اجازت لیں گے۔ اگلے روز آپ نے فرمایا کہ آپ کو اکیلے رہنے میں تو تکلیف ہو گی آپ اپنی ایک بیوی کو بلوا لیں۔ مَیں نے حسب الارشاد بیوی کو بلوانے کے لئے خط لکھ دیا اور یہ بھی لکھ دیا کہ مَیں ابھی شاید جلد نہ آ سکوں اس لئے عمارت کا کام بند کر دیں۔ جب میری بیوی آ گئی تو آپ نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے لہٰذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنا کتب خانہ منگوا لیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے آپ اس کو ضرور بلوا لیں۔ لیکن مولوی عبدالکریم صاحب سے فرمایا کہ مجھ کو نورالدین صاحب کے بارہ میں الہام ہے اور وہ شعر حریری میں موجود ہے۔

لا تصبون الی الوطن فیہ تھان و تمتحن

آپ فرماتے ہیں کہ:

"خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے۔"

(حیات نور ص 184)

قیامِ قادیان کے لیل و نہار

قادیان میں آپ کے گزارہ کی صورت طبّ کے سوا کچھ نہ تھی مگر آپ کے خانگی اخراجات مہمان نوازی یتامیٰ و مساکین کی پرورش اور جماعتی چندوں پر بھاری رقم صرف ہوتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میری سب ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ آپ کی قادیان کی زندگی از حد مصروف اور معمور الاوقات زندگی تھی۔ آپ اپنے مطب میں (نمازوں کے اوقات کے علاوہ) صبح سے شام تک بلکہ اکثر عشاء تک ایک ہی نشست میں بیٹھے رہتے۔ اس کے دوران مریض دیکھتے، طالبعلموں کو مختلف علوم پڑھاتے، یتامیٰ اور مساکین کی امداد فرماتے اور بعد نماز مغرب درس دیتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کی ہدایت پر فقہی مسائل کا جواب دینے اور تصانیف کیلئے ضروری حوالے فراہم کرنے کی خدمت بھی بجا لاتے تھے۔ اس دور میں آپ نے "نور الدین" کے نام سے ایک محققانہ کتاب بھی سپردِ قلم فرمائی۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات کے بعد پانچوں نمازیں اور جمعہ آپ ہی پڑھاتے تھے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے پریذیڈنٹ کی حیثیت سے اہم فرائض بھی آپ کے سپرد تھے۔ ایک دفعہ حضور اقدس نے فرمایا کہ مولوی صاحب کی رائے انجمن میں سو رائے کے برابر سمجھنی چاہئے۔

قدرتِ ثانیہ کی پہلی تجلّیٔ عظیم

27 مئی 1908ء کو آپ حضرت مسیح موعود کے وصال کے بعد مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو احمدیت کی مخالف طاقتیں پوری قوّت سے ابھر آئیں اور مخالفت کا ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ نے بہت جلد خوف کو امن میں تبدیل کر دیا۔ ہزاروں سعید روحیں آغوشِ احمدیت میں آ گئیں۔ اٹھوال (ضلع گورداسپور) کا پورا گاؤں احمدی ہوا۔ بنگال میں سینکڑوں نے بیعت کی۔ سرحد اور حیدر آباد دکن کے بااثر طبقے میں جماعت کا اثر و نفوذ بڑھا۔ مالا بار میں احمدی ہوئے نیز ماریشس اور بعض اور بیرونی ملکوں تک احمدیت کی پُرشوکت آواز پہنچی۔

چھ سالہ عہدِ خلافت پر طائرانہ نظر

آپ کے چھ سالہ دورِ خلافت کی اور بھی بہت سی برکات ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

1۔ بیت المال کا مستقل محکمہ قائم ہوا۔

2۔ قادیان میں مرکزی لائبریری کی بنیاد پڑی۔

3۔ مدرسہ احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔

4۔ کئی شہروں میں احمدیہ بیوت الذکر تعمیر ہوئیں۔

5۔ احمدیہ پریس میں نمایاں اضافہ ہوا اور 'الحق' اور 'الفضل' جیسے اہم اخبارات نیز رسائل جاری ہوئے۔

6۔ مستقل واعظینِ سلسلہ کا تقرّر ہوا۔

7۔ احمدیت کی تائید میں اردو، انگریزی، ہندی، گورمکھی، پشتو اور فارسی زبانوں میں لٹریچر شائع ہوا۔

8۔ برّصغیر کے طول و عرض میں احمدی جماعتوں کے جلسے ہوئے۔

9۔ قادیان میں تعلیم الاسلام ہائی سکول اور اس کے بورڈنگ کی عالیشان عمارتیں بنیں، بیت الذکر نور تعمیر ہوئی اور ناصر آباد کا نیا محلّہ آباد ہوا۔

10۔ احمدی نوجوان پہلی بار بغرض تعلیم مصر و انگلستان گئے۔

خلافتِ احمدیہ کے خلاف سازش

آپ کے زمانہ میں صدر انجمن احمدیہ کے بعض عمائدین نے یہ سازش کی کہ خلیفۂ وقت کو انجمن کا تابع فرمان قرار دے کر نظام خلافت کو پاش پاش کر دیا جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے آسمانی قوّت و فراست سے اس خوفناک منصوبہ کو یکسر ناکام بنا دیا اور یہ حقیقت ہمیشہ کیلئے واضح فرما دی کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے فرمایا:

"مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے... اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے... مجھ کو نہ تو کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ مَیں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اسکے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ خلافت کی اس رداء کو مجھ سے چھین لے۔"

(بدر 4/ جولائی 1912ء صفحہ 6۔ 7)

نیز فرمایا:۔

"مَیں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اُس کو آپ کھڑا کر دے گا۔"

(بدر 11/ جولائی 1912ء صفحہ 4)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے 13 مارچ 1914 کو وفات پائی اور مزار مبارک حضرت مسیح موعود کے پہلو میں سپردِ خاک کئے گئے مگر آپ کے انوار و فیوض آپ کی نعش مبارک کے ساتھ ہی دفن نہیں ہوئے۔ اُن کا سلسلہ رہتی دنیا تک جاری رہیگا۔ اور مستقبل کے ہر احمدی بادشاہ کو اپنا سَر ہر تاجدارِ خلافت کے حضور فرطِ عقیدت سے جھکانا پڑے گا۔

ملک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گزرے ہیں امیر و تاجدار

دورِ خلافتِ اولیٰ کے واقعات کی ایک جھلک

❁...... حضرت حافظ حکیم نورالدین صاحب بھیروی کی بحیثیت خلیفۃ المسیح الاوّل بیعت اور جماعت کا خلافت پر اجماع (27 مئی 1908ء)۔

❁ بیت المال کے مستقل صیغہ کا قیام۔
(جون 1908ء)

❁ قادیان میں پہلی پبلک لائبریری کی بنیاد۔
(جون 1908ء)

❁ واعظینِ سلسلہ کا باقاعدہ تقرّر۔
(جولائی 1908ء)

❁ ہندوستان کے احمدی نمائندوں کا قادیان میں اجتماع اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا تاریخی فیصلہ کہ قوم اور انجمن دونوں خلیفہ کے مطاع ہیں اور بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے۔
(31 جنوری 1909ء)

❁ مدرسہ احمدیہ کی بنیاد۔
(یکم مارچ 1909ء)

❁ قادیان سے اخبار 'نور' کا اجراء سکھوں میں دعوت الی اللہ کے لئے۔ (اکتوبر 1909ء)

❁ دین حق پر اعتراضات کے ردّ کی خاطر انجمن ارشاد کا قیام۔ (آخر 1909ء)

❁ قادیان سے اخبار الحق کا اجراء۔
(7 جنوری 1910ء)

❁ قادیان میں محلّہ دارالعلوم کا آغاز اور بیت الذکر نور کی بنیاد (5 مارچ 1910ء)

❁ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا سفر ملتان
(24 تا 31 جولائی 1910ء)

❁ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا گھوڑے سے گرنے کا سانحہ۔ علالت اور حضرت سیّدنا محمود کے لئے خلافت کی وصیت۔
(18 نومبر 1910)

❁ قادیان سے رسالہ احمدی کا اجراء
(جنوری 1911ء)

❁ انجمن انصار اللہ کا قیام حضرت سیدنا محمود کے ذریعہ
(فروری 1911ء)

❁ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے حکومتِ ہند کو میموریل
(جولائی 1911ء)

❁ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا سفرِ انگلستان بغرض تعلیم۔
(روانگی اگست 1911ء واپسی نومبر 1914ء)

❁ حضرت سیدنا محمود کا سفرِ مدارس، لکھنؤ، رامپور، دہلی، دیوبند، سہارنپور۔
(3 تا 29 اپریل 1912ء)

(باقی صفحہ 11 پر)

خلافت کا جاری سلسلہ۔ یہ خدا کا قائم کردہ نظام ہے

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثانی کا ایک اہم ارشاد

حضرت خلیفة المسیح الثانی المصلح الموعود نے 8 ستمبر 1950ء کو بمقام کراچی ایک بصیرت افروز خطبہ میں فرمایا:

"شائدتم میں سے کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ اگر میں مر گیا تو کیا ہو گا؟ اس میں شبہ نہیں کہ آخر ہر انسان نے مرنا ہے اور میری صحت تو شروع سے ہی کمزور رہی ہے۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات سے چند دن پہلے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بلایا اور میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب آپ کچھ اس کی طرف بھی توجہ کر لیں مجھے تو اس کی صحت کا سخت فکر رہتا ہے ایسی صحت کے ساتھ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کچھ عرصہ زندہ بھی رہے گا یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود اس کے چند دنوں بعد وفات پا گئے اور میں جو ہر وقت بیمار رہتا تھا اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہوں۔ مجھ سے بہت زیادہ قوی اور مضبوط انسان مجھ سے پہلے گزر گئے۔ حافظ روشن علی صاحب مجھ سے بہت زیادہ قوی تھے اور ان کی عمر بھی میرے قریب قریب تھی۔ وہ بڑے مضبوط اور طاقتور تھے۔ مگر 1929ء میں میرے دیکھتے ہی دیکھتے فوت ہو گئے۔ میر محمد اسحٰق صاحب مجھ سے بہت زیادہ قوی تھے اور مضبوط تھے اور دو سال مجھ سے چھوٹے تھے مگر 1944ء میں وہ بھی فوت ہو گئے اور میں جس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ اب مرا کہ مرا اب اپنی عمر کے باسٹھویں سال میں سے گزر رہا ہوں۔ بہت سے تندرست اور سکول میں میرے ساتھ پڑھنے والے نوجوان جو بچپن میں مجھے ہر میدان میں شکست دیا کرتے تھے اور جو مجھ سے بہت زیادہ قوی اور مضبوط تھے وہ قریباً سارے کے سارے فوت ہو چکے ہیں۔ شاید ان میں سے کوئی ایک دو ہی اب زندہ ہوں۔ پس یہ امر تو خدا تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے اور جب یہ اس کا قائم کردہ سلسلہ ہے تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میری موت کا وقت آ جائے اور دنیا یہ کہے کہ مجھے اپنے کام میں کامیابی نہیں ہوئی۔ میری وفات خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس دن ہو گی جس دن میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کامیابی کے ساتھ اپنے کام کو ختم کر لوں گا اور حضرت مسیح موعود کی وہ پیشگوئیاں پوری ہو جائیں گی جن میں میرے ذریعہ سے احمدیت کے غلبہ کی خبر دی گئی ہے اور وہ شخص بالکل عدم علم اور جہالت کا شکار ہے جو ڈرتا ہے کہ میرے مرنے سے کیا ہو گا؟ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میں تو جاتا ہوں لیکن خدا تعالیٰ تمہارے لئے قدرت ثانیہ بھیج دے گا مگر ہمارے خدا کے پاس قدرت ثانیہ ہی نہیں اس کے پاس قدرت ثالثہ بھی ہے اور اس کے پاس قدرت رابعہ بھی ہے۔ قدرت اولیٰ کے بعد قدرت ثانیہ ظاہر ہوئی اور قدرت ثانیہ کے بعد قدرت ثالثہ آئے گی اور قدرت ثالثہ کے بعد قدرت رابعہ آئے گی اور قدرت رابعہ کے بعد قدرت خامسہ آئے گی اور قدرت خامسہ کے بعد قدرت سادسہ آئے گی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ لوگوں کو معجزہ دکھاتا چلا جائے گا اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اور زبردست سے زبردست بادشاہ بھی اس سکیم اور مقصد کے راستہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا جس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود کو پہلی اینٹ بنایا اور مجھے اس نے دوسری اینٹ بنایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دین جب خطرہ میں ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے اہل فارس میں کچھ افراد کو کھڑا کرے گا۔ حضرت مسیح موعود ان میں سے ایک فرد تھے اور ایک فرد میں ہوں لیکن رجال کے ماتحت ممکن ہے کہ اہل فارس میں سے کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں جو دین کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے کھڑے ہوں۔"

(الفضل 22 ستمبر 1950ء صفحہ 6-7)

خلافت کے دو کام

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثالث فرماتے ہیں:

"قرآن کریم میں خلافت کے دو کام بتائے گئے ہیں۔ ایک ہے تمکین دین اور دوسرا ہے خوف سے حفاظت۔ اور قرآن کریم کی رو سے یہ دونوں کام جب تک خلافت ہے کسی اور کے ذریعہ سے سرانجام نہیں پاسکتے۔ اس لئے جس طرح پہلے الٰہی سلسلوں میں ہمیشہ یہ ہوتا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ میں بھی مختلف تنظیمیں تمکین دین اور خوف کو امن سے بدلنے کے سامان پیدا کرنے کے لئے بطور ہتھیار کے ہوتی ہیں اور یہ ہتھیار خلیفہ وقت کے ہاتھ میں ہوتا ہے"

(ماہنامہ خالد مارچ 1970ء)

قدرتِ ثانیہ

فضلِ ربی سے ہے ہم پہ سایہ فگن قدرتِ ثانیہ، قدرت ثانیہ
کر دیا ساری دنیا کو اپنا وطن، قدرت ثانیہ، قدرت ثانیہ
وعدۂ دائمی کا بھی دن آ گیا، عہد ایفا ہوا!!!
ایک اک لفظ پورا ہوا من وعن، قدرت ثانیہ، قدرت ثانیہ
ہاتھ سے ہم پہ ڈالی خدا نے ردا، گود میں لے لیا
رحمتوں کے سمندر میں ہم غوطہ زن، قدرت ثانیہ، قدرت ثانیہ
ظلم کی آندھیوں سے نہیں کچھ زیاں، سر پہ ہے سائباں
اپنے سر کی ردا، تن کا ہے پیراہن، قدرت ثانیہ، قدرت ثانیہ
ہم نے خوں سے لکھی داستانِ وفا، وقت خود ہے گواہ
ہم نے ہر گام چومے ہیں دار و رسن، قدرت ثانیہ، قدرت ثانیہ
مال و جاں سب خلافت پہ کر دو فدا، ہے یہ سودا کھرا
دین کی شان ہے دیں کا ہے بانکپن، قدرت ثانیہ، قدرت ثانیہ
جھوٹی خوشیاں مخالف کی پامال ہیں، غم کے جنجال ہیں
اپنے چاروں طرف اک حصارِ امن، قدرت ثانیہ، قدرت ثانیہ
ہم جو بے گھر ہوئے تھے خدا کے لئے فضل اس نے کئے
ساری دنیا بنی اپنے گھر کا صحن، قدرت ثانیہ، قدرت ثانیہ
قرب پانے کا میداں تھا خالی پڑا، کام تھا پر کڑا
عشق کے تو نے ہم کو سکھائے چلن، قدرت ثانیہ، قدرت ثانیہ
پڑھ کے کلمہ جو باندھا ہے عہد وفا، یاد ہے با خدا
اپنے ہر قطرۂ خوں میں ہے موجزن، قدرت ثانیہ، قدرت ثانیہ
نیک فطرت تھے جو کھنچ کے خود آ گئے، زندگی پا گئے
لگ گئی سب کو عشقِ خدا کی لگن، قدرت ثانیہ، قدرت ثانیہ
اس مکاں میں بہت چین و آرام ہے، عشق ہی کام ہے
دور کرتی ہے سارے غموم و حزن، قدرت ثانیہ، قدرت ثانیہ

ا۔ع۔ ملک

مشعل راہ

خلافت اور مجلس شوریٰ

سیدنا حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:

خلیفہ کا طریق حکومت کیا ہو؟ خدا تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے تمہیں ضرورت نہیں کہ تم خلیفہ کے لئے قواعد اور شرائط تجویز کرو۔ یا اس کے فرائض بتاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اس کے اغراض و مقاصد بتائے ہیں قرآن مجید میں اس کے کام کرنے کا طریق بھی بتا دیا ہے (۔) ایک مجلس شوریٰ قائم کرو ان سے مشورہ لے کر غور کرو۔ پھر دعا کرو جس پر اللہ تعالیٰ تمہیں قائم کر دے اس پر قائم ہو جاؤ۔ خواہ وہ اس مجلس کے مشورہ کے خلاف بھی ہو تو خدا تعالیٰ مدد کرے گا۔ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے جب عزم کر لو۔ تو اللہ پر توکل کرو۔ گویا ڈرو نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود تمہاری تائید اور نصرت کرے گا اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خواہ خلیفہ کا منشاء کچھ ہو اور خدا تعالیٰ اسے کسی بات پر قائم کرے مگر وہ چند آدمیوں کی رائے کے خلاف نہ کرے۔ حضرت صاحب نے جو مصلح موعود کے متعلق فرمایا ہے ''وہ ہو گا ایک دن محبوب میرا'' اس کا بھی یہی مطلب ہے کیونکہ خدا تعالیٰ متوکلین کو محبوب رکھتا ہے جو ڈرتا ہے وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا اسے تو گویا حکومت کی خواہش ہے کہ ایسا نہ ہو میں کسی آدمی کے خلاف کروں تو وہ ناراض ہو جائے ایسا شخص تو مشرک ہوتا ہے اور یہ ایک لعنت ہے۔ خلیفے خدا مقرر کرتا ہے اور آپ ان کے خوفوں کو دور کرتا ہے جو شخص دوسروں کی مرضی کے موافق ہر وقت ایک نوکر کی طرح کام کرتا ہے اس کو خوف کیا اور اس میں موحد ہونے کی کونسی بات ہے۔ حالانکہ خلفاء کے لئے تو یہ ضروری ہے کہ خدا انہیں بناتا ہے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیتا ہے اور وہ خدا ہی کی عبادت کرتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔

اگر نبی کو ایک شخص بھی نہ مانے تو اس کی نبوت میں فرق نہیں آتا وہ نبی ہی رہتا ہے یہی حال خلیفہ کا ہے اگر اس کو سب چھوڑ دیں پھر بھی وہ خلیفہ ہی ہوتا ہے کیونکہ جو حکم اصل کا ہے وہی فرع کا ہے خوب یاد رکھو کہ اگر کوئی شخص محض حکومت کے لئے خلیفہ بنا ہے تو جھوٹا ہے اور اگر اصلاح کے لئے خدا کی طرف سے کام کرتا ہے تو وہ خدا کا محبوب ہے خواہ ساری دنیا اس کی دشمن ہو۔ اس آیت مشورہ میں کیا لطیف حکم ہے۔

(منصب خلافت۔ انوار العلوم جلد 2 ص 54)

خلافت کی بھاری ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔

''میں نے یورپ میں بھی کہا۔ 67ء میں کوپن ہیگن میں پادری اور کچھ اور دوست بارہ حواریوں کی تعداد میں مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے ان سے بھی میں نے کہا تھا کہ میں سمجھتا ہوں مجھ میں اور جماعت میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ یہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ سب کا مقصد ایک ہے ایک جہت ہے جس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں۔ ایک مقصد ہے جس کے لئے ہم دعائیں کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی بساط کے مطابق قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ اور اخلاص اور وفا کا نمونہ دکھا رہے ہیں۔ پس خلیفہ وقت اور جماعت کو علیحدہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ ساری جماعت اپنی جگہ دعائیں کر رہی ہے لیکن یہ جو ایک وجود ہے اس میں خلافت کا ایک بڑا ہی اہم مقام ہے اور یہ نہ خریدا جا سکتا ہے اور نہ چھینا جا سکتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔

اسی سفر میں مجھ سے کسی نے پوچھا کہ خلافت سے پہلے کبھی آپ نے سوچا کہ (خلیفہ) بن جائیں گے۔ میں نے کہا:۔

''No Sane Person Can Aspire to this''

کوئی عقلمند آدمی سوچ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے کوئی سوچے گا کیسے۔ کوئی احمق ہی ہوگا۔ پاگل ہو گا جو یہ کہے گا کہ مجھے یہ ذمہ داری مل جائے۔ خلافت کے متعلق یہ جاننا چاہئے کہ بعض بے وقوف دماغ یہ سمجھتے ہیں کہ مثلاً حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ جہنم میں سے ہر آدمی کا جب علاج ہو جائے گا تو باہر نکل آئے گا۔ خدا کی پرستش کے مطابق جو سزا ہے وہ مل چکی ہو گی تو جہنم خالی ہو جائے گی۔ جب جہنم خالی ہو جائے گی تو وہاں تمثیلی زبان میں نہ دروازے بند ہوں گے نہ پہرہ دار ہوں گے اور ہوا جہنم کے دروازوں کو ہلا رہی ہو گی۔ وہ کھلے ہوں گے۔ آگ ختم ہو چکی ہو گی۔ کوئی بھی نہیں ہو گا اس میں۔ بعض بے وقوف یہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا دربار بھی نعوذ باللہ اسی طرح اس کی حمد اور ثناء کرنے والوں سے خالی ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے دربار میں تو ہر وقت ایسے لوگ موجود رہتے ہیں جو اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اور استعداد کے مطابق اس کو پہچاننے والے، اس کے آگے جھکے ہوئے، اس کی حمد کرنے والے، اس کی تسبیح کرنے والے اور اس کے قرب کو حاصل کرنے کی تڑپ رکھنے والے ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود نے کیا ہی پیارا شعر فرمایا ہے۔

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

ہزاروں لاکھوں آدمی، خدا کے بندے خدا کے دربار میں حاضر رہتے ہیں۔ کوئی آدمی یہ سمجھے کہ خدا مجبور ہو گیا میں اکیلا اس کے دربار میں تھا اور اس نے مثلاً میں اپنی مثال لیتا ہوں، اگر میں یہ سمجھوں کہ میں اکیلا ہی تھا اور خدا مجبور ہوا مجھے خلیفہ مقرر کرنے کے لئے یعنی مجھے پکڑے اور خلیفہ مقرر کرے تو میرے جیسا پاگل دنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتا اس بھرے دربار میں سے خدا نے اپنی مرضی چلائی ہم تو اس وقت (یعنی خلافت ثالثہ کے انتخاب کے وقت) آنکھیں نیچی کئے ہوئے اپنے غم میں اور اپنی فکروں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن یہ سمجھنا کہ جس آدمی کو خدا تعالیٰ کسی کام کے لئے چنے دنیا کا کوئی انسان یا منصوبہ خدا تعالیٰ کے اس انتخاب کو غلط کر سکتا ہے تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ دینے والا تو وہی خدا ہے۔ عقل ہے سمجھ ہے ہمت ہے۔ خدا کے در کے علاوہ آپ کون سی چیز کہاں سے لے کر آتے ہیں۔''

(الفضل 12 مارچ 1983ء)

صدقِ صدیق

اس کا ایمان دوستی کا وار
وہ فدائی وہ پیکر ایثار
صدق صدیق پر خدا بھی گواہ
ثانی اثنین اذ ھما فی الغار

عبدالمنان ناہید

دوامِ خلافت

نظامِ خدا ہے نظامِ خلافت
کہ حبل المتیں ہے قیامِ خلافت
بناتی ہے بنیان مرصوص ہم کو
ہوا اس لئے اہتمام خلافت
ملی ہے اسے زندگی جاودانی
پیا جس نے کاسِ الکرامِ خلافت
مسیحِ زماں نے خبر صاف دی ہے
مقدر ہوا ہے دوامِ خلافت
وہ انسان ہے قابلِ رحم تنویرؔ
نہیں ہے جسے احترامِ خلافت

روشن دین تنویر

اطاعت خلافت کے عملی نمونے

مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمد پاکستان

لفظ ''اَلطَّاعَۃُ'' کے معنی محض فرمانبرداری کے نہیں بلکہ ایسی فرمانبرداری کے ہیں جو بشاشت قلب سے کی جائے اور اس میں اپنی مرضی اور پسندیدگی بھی پائی جاتی ہو۔

اطاعت صرف اسے کہتے ہیں جس میں بشاشت قلب سے اللہ تعالیٰ کے احکام بجالائے جائیں اور اُن کے بجالاتے ہوئے انسان کو لذت اور سرور محسوس ہو۔

اسی اطاعت کا عملی نمونہ قرآن مجید میں بھی بیان ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی رؤیا میں اپنے ہی بیٹے کی قربانی کا نظارہ دیکھا اور کامل بشاشت سے اپنے پیارے کمسن بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ نے بھی دلی بشاشت کے ساتھ یہ کہا۔ اے میرے باپ آپ کو جو بھی حکم ملا ہے اسے پورا کریں (الصفت: 103) میری فکر نہ کریں میں بھی پوری بشاشت سے خدا تعالیٰ کے ہر حکم پہ قربان ہونے کو تیار ہوں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے مومن کی مثال نکیل والے اونٹ کی سی ہے جدھر اسے لے جاؤ ادھر چل پڑتا ہے اور اطاعت کا عادی ہوتا ہے۔

(مسند احمد جز 4 صفحہ 126۔ ابوداؤد کتاب السنہ باب فی لزوم الطاعۃ)

حضرت مسیح موعود نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی فدائیت اور اطاعت کے بارے میں فرمایا:

''وہ میری ہر امر میں اس طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح نبض حرکت قلب کی پیروی کرتی ہے۔''

یہی وہ اطاعت ہے جس کا خدا اور اس کا رسول ہم سے تقاضہ کرتے ہیں۔

اطاعت خلافت کے لیے خلافت کی اہمیت کا جاننا بھی ضروری ہے۔ خلافت کیا ہے؟ یہ وہ عُروۃُ الوُثقیٰ ہے جس کے لیے ٹوٹنا نہیں اور جو بھی اسے تھامے رکھے گا وہ ہلاکت سے بچ جائے گا۔ خلافت وہ حبل اللہ ہے جو ہمیں خدا سے ملاتی ہے اور ہر تفرقہ اور فساد سے بچاتی ہے۔ خلافت وہ شجرہ طیبہ ہے جس سے وابستہ رہ کے ہی ہم سرسبز رہ سکتے ہیں۔ جو اس شجرہ طیبہ سے جدا ہوتا ہے وہ سوکھی ہوئی ٹہنی کی طرح ہے جو کاٹے جانے کے لائق ہے۔

خلیفہ جانشین ہے رسول کا اور وہ ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود اسی بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

''انسان کے لیے دائمی طور پر بقاء نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لیے تاقیامت رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانے میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

حضرت مسیح موعود سورۃ الغاشیہ آیت: 18 کی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اُونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔ دیکھو اُونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اُس اُونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں اور وہ اُونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیش رَو کے ہوتا ہے، وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اُونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دِل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے۔

اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ: 393)

امام کو ماننا اور اس کی پیروی کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ بن یمان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم شر کا زمانہ دیکھو تو جماعت اور ان کے امام کو مضبوطی سے پکڑ لینا اور اگر نہ جماعت ہو، نہ امام ہو تو تمام فرقوں سے جدا ہو جانا خواہ تمہیں درختوں کی جڑیں کھانی پڑیں۔

(بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذالم تکن جماعۃ)

ایک اور جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یعنی اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔ (مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 22916)

ان احادیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تاکید فرمائی ہے کہ تم امام کے ساتھ چمٹ جانا اسے نہ چھوڑنا خواہ اِس کی پاداش میں تمہارا جسم نوچ دیا جائے، تمہارے مالوں کو چھین لیا جائے اور تمہیں درختوں کی جڑیں کھانی پڑیں۔ مگر تم نے امام سے جدا نہیں ہونا ورنہ تم روحانی موت مر جاؤ گے۔

سورۂ نور کی آیت استخلاف جس میں اللہ تعالیٰ نے مومنین سے خلافت کا وعدہ کیا ہے اس کے بعد یہ آیت آتی ہے۔

ترجمہ: ''اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

(النور: 57)

اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعت رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔ یہ وہی نکتہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔''

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 367)

''اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرو دیا جائے صحابہؓ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال کو پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریمؐ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا پس جب بھی خلافت ہو گی اطاعت رسول بھی ہو گی۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 369 تفسیر سورہ نور)

اللہ تعالیٰ نے عبادات میں سب سے زیادہ زور نماز باجماعت پر دیا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟ دن میں پانچ مرتبہ تمام مقتدیوں کو اپنے امام کے ساتھ رکوع و سجود کا حکم دیا گیا ہے۔ گویا توحید کے عملی قیام کی تربیت دی گئی ہے۔ ایک آواز پر اٹھنے اور بیٹھنے کی ٹریننگ دی گئی ہے۔ جمعہ اور عید کے موقع پر تمام چھوٹی (بیوت) کے امام بھی جمعہ اور عید کے امام کی اقتداء میں رکوع و سجود کرتے ہیں اس طرح سے اللہ تعالیٰ ہماری تربیت کر رہا ہے کہ تم نے ایک امام کی پیروی کرنی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نماز کا امام جو صرف چند مقتدیوں کا امام ہوتا ہے اس کے بارہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے ڈرتا نہیں کہ جب وہ اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی شکل گدھے کی شکل بنا دے۔

(بخاری کتاب الاذان باب اثم من رفع رأسہ قبل الامام)

اگر دنیا کے بنائے ہوئے چند مقتدیوں کے امام سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے والے کو گدھے کے سر والا قرار دیا گیا ہے تو وہ امام جسے خدا نے بنایا ہو اور وہ تمام دنیا کا امام ہو جس کے ہاتھ پر سب نے بیعت کی ہو اس کی اطاعت کتنی ضروری سمجھی جائے گی اور اس کی نافرمانی کرنے والا کتنا بڑا گناہگار ہو گا۔

جو لوگ بھی اپنے امام کی کامل اطاعت نہیں کرتے وہ ضرور نقصان اٹھاتے ہیں جیسا کہ جنگ احد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پہاڑی درہ کے بارے میں فرمایا کہ خواہ ہم مارے جائیں یا جیت جائیں تم نے اس درّہ کو نہیں چھوڑنا مگر جب فتح ہو گئی تو صحابہ نے وہ درّہ چھوڑ دیا۔ دشمن نے درّہ خالی دیکھا تو واپس پلٹے اور حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زخم آئے۔ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

اگر وہ سمجھتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم کے نتیجہ میں اگر ساری دنیا کو بھی اپنی جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں تو وہ ایک بے حقیقت شے ہیں۔ اگر وہ ذاتی اجتہاد سے کام لے کر اس پہاڑی درّہ کو نہ چھوڑتے جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس ہدایت کے ساتھ کھڑا کیا تھا کہ خواہ ہم فتح حاصل کریں یا مارے جائیں تم نے اس مقام سے نہیں ہلنا تو نہ دشمن کو دوبارہ حملہ کرنے کا موقع ملتا۔ اور نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو کوئی نقصان پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پوری اطاعت نہیں بجالاتے اور ذاتی اجتہادات کو آپ کے احکام پر مقدم سمجھتے ہیں۔ انہیں ڈرنا چاہئے کہ اس کے نتیجہ میں کہیں ان پر کوئی آفت نہ آ جائے یا وہ کسی شدید عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ گویا بتایا کہ اگر تم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارا کام یہ ہے کہ تم ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اٹھو اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جاؤ''۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 411 تا 412)

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں مِلّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ

کرے۔(۔)

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہوسکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی۔ وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارگراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپؐ نے کچھ فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا

ناسمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہوکر بہہ نکلی تھیں۔ یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کرلیا۔

اطاعت ہوتو ویسی ہو۔ باہم محبت اور اخوت ہوتو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود جلد دوم صفحہ 246 تا 248۔ تفسیر سورۃ النساء زیر آیت 60)

اب آپ کے سامنے آنحضور ﷺ کے صحابہؓ کی اطاعت کے چند واقعات بیان کرتا ہوں۔

جنگ بدر کے موقعہ پر حضرت مقداد بن اسودؓ نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ "ہم قوم موسیٰ کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا ربّ جا کر لڑو۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں آپ کی جان ہے اگر آپ سواریوں کو بَرْکُ الْغِمَاد کے مقام تک بھی لے جائیں تو ہم آپ کی پیروی کریں گے۔

(سیرت حلبیہ جلد سوم صفحہ 386۔ مترجم محمد اسلم قاسمی۔ دارالاشاعت کراچی طباعت شکیل پریس کراچی)

یہ صرف دعویٰ نہیں تھا بلکہ جب کفار مکہ نے اپنے نمائندے کو بھیجا کہ معلوم کرو مسلمانوں کی کتنی طاقت ہے۔ وہ واپس آیا اور آکے کہا کہ بے شک مسلمانوں کی تعداد 313 ہے مگر اے میری قوم تجھے میرا یہی مشورہ ہے کہ مسلمانوں سے جنگ نہ کرنا۔ میں نے وہاں اونٹوں پہ انسان نہیں موتیں دیکھی ہیں۔

ایک جنگ کے موقع پر تیروں کی بوچھاڑ تھی اور حضرت طلحہؓ اپنا ہاتھ آنحضور ﷺ کے چہرہ مبارک کے آگے رکھے ہوئے تھے۔ تیر آتے تھے آپ کے ہاتھ پہ لگتے تھے مگر طلحہ اُف بھی نہ کرتے تھے کہ اگر ہاتھ ہل گیا تو کوئی تیر آنحضور ﷺ کو جا لگے گا۔ طلحہ نے اپنا ہاتھ کٹوا دیا مگر کسی بھی تیر کو آنحضور ﷺ کے چہرہ مبارک تک نہ پہنچنے دیا۔

سعدؓ بن ربیع میدان احد میں شدید زخمی ہوکر قریب المرگ تھے آنحضورؐ نے محمد بن مسلمہ کو سعد کا حال معلوم کرنے کے لئے بھجوایا۔ محمد بن مسلمہ میدان احد میں بکھری لاشوں میں انہیں تلاش کرتے اور آوازیں دیتے رہے لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ تب انہوں نے بآواز بلند پکارا کہ اے سعد بن ربیع مجھے رسول اللہ نے تمہاری خبر لینے کے لیے بھیجا ہے۔ یہ پکار سننا تھی کہ لاشوں میں ایک حرکت سی ہوئی اور سعد کی نحیف سی آواز آئی۔ جب محمد بن مسلمہ نے رسول اللہ کا پیغام دیا تو انہوں نے کہا کہ میں تو اب قریب المرگ ہوں۔ میرا اسلام بھی رسول اللہ کو پہنچا دینا اور جس طرح ہم نے اپنا عہد نبھایا۔ تم بھی اپنا عہد نبھانا۔

(سیرت حلبیہ۔ جلد 2 صفحہ نمبر 202-203)

شراب کی مجلس لگی ہوئی تھی دور پہ دور چل رہا تھا کسی نے آواز دی کہ شراب حرام کردی گئی ہے۔ کسی نے کہا کہ پوچھ تو لو کہ یہ بات درست بھی ہے یا نہیں مگر عرب کا مخمور مسلم ایک راستے پہ چلنے والے کی اکیلی آواز سن کر کہ شراب حرام کی گئی ہے شراب کے مٹکوں کو توڑ کر مدینہ کی گلیوں میں شراب ہی کا دریا بہا دیتا ہے اور آئندہ کبھی شراب کے نزدیک بھی نہیں جاتا۔

حضرت مسیح موعود اپنے پیارے مرید حضرت مولوی نورالدین صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں:

"مولوی حکیم نوردین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور للہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی (۔) میں عجیب شان رکھتے ہیں۔ کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا۔ مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لیے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا۔ یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی یا ان میں جن کے دلوں پر ان کی صحبت کا اثر ہے.. اور جس قدر ان کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں.. خدا تعالیٰ اس خصلت اور ہمت کے آدمی اس امت میں زیادہ سے زیادہ کرے۔ آمین ثم آمین

چہ خوش بُودے اگر ہر یک ز اُمّت نور دیں بُودے
ہمیں بُودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بُودے"

(نشان آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 407)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

اور وہ میری ہر امر میں اس طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح نبض حرکتِ قلب کی پیروی کرتی ہے اور میں انہیں دیکھتا ہوں کہ وہ میری رضا میں فنا شدہ لوگوں کی طرح ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 586)

اطاعت امام میں فنا شدہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حضرت مسیح موعود نے تار دلوایا کہ دہلی آجاؤ۔ تار لکھنے والے نے لکھ دیا بلا توقف چلے آؤ۔ جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے تھے۔ اس خیال سے کہ تعمیل میں دیر نہ ہو فوراً اٹھے اور چل پڑے نہ گھر گئے نہ لباس بدلا نہ بستر لیا یہاں تک کہ ریل کا کرایہ بھی جیب میں نہ تھا مگر اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرنی تھی خدا تعالیٰ نے بھی معجزانہ مدد کی اور ایک ہندو مریض سٹیشن پر بھجوا دیا جس نے دہلی کا ٹکٹ اور معقول رقم نذرانہ کے طور پر پیش کی یوں آپ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔

(حیات نور صفحہ 285)

آپ نے بھیرہ میں شفا خانہ اور ایک عالیشان مکان بنوانا شروع کیا کچھ سامان خرید نے لاہور گئے تو زیارت کے لئے قادیان آگئے۔ فوری واپسی کا ارادہ تھا اس لئے واپسی کی شرط پہ یکہ بھی کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ حضور سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہوگئے ہیں مولوی صاحب نے عرض کیا ہاں حضور! اب تو میں فارغ ہی ہوں۔ وہاں سے اٹھے اور یکہ والے کو فارغ کردیا چند دن بعد حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کو اکیلے رہنے میں تکلیف ہوگی۔ آپ اپنی ایک بیوی کو بلوالیں۔ آپ نے بیوی کو بلوالیا اور خط لکھا کہ تعمیر کا کام بند کردو۔ مجھے آنے میں شاید دیر ہوجائے۔ جب آپ کی بیوی آگئی تو چند دن بعد حضور نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے لہٰذا اپنا کتب خانہ بھی منگوالیں۔ چند دن بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے اُسے بھی بلوالیں پھر ایک موقع پر فرمایا کہ مولوی صاحب! اب آپ اپنے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔

حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ شروع میں تو مَیں ڈرا کہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ میں بھیرہ نہ جاؤں مگر یہ کس طرح ہوگا کہ میرے دل میں بھیرہ کا خیال بھی نہ آئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہوگئے۔"

ایک ہندو کی بیوی بٹالہ میں سخت بیمار تھی حضور کی اجازت سے آپ بٹالہ جانے لگے تو حضور نے فرمایا کہ "امید ہے آپ آج ہی واپس آجائیں گے۔ عرض کی بہت اچھا"۔ بٹالہ گئے۔ مریضہ کو دیکھا واپسی کا ارادہ کیا مگر بارش اس قدر ہوئی کہ جل تھل ایک ہوگئے۔ لوگوں نے کہا کہ راستہ خطرناک ہے بارش بہت ہے۔ آپ کو پیدل بھی چلنا پڑے گا۔ آپ کل چلے جائیں۔ مگر اطاعت کے پیکر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ نہیں میرے آقا کا ارشاد یہی ہے مجھے آج ہی قادیان پہنچنا ہے۔ یکہ لیا۔ روانہ ہوئے۔ راستے میں پیدل بھی چلنا پڑا۔ کانٹوں سے آپ کے پاؤں زخمی ہوگئے۔ مگر قادیان پہنچ گئے اور فجر کی نماز پہ حاضر ہوگئے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ "کیا مولوی صاحب آگئے ہیں۔" آپ نے آگے بڑھ کر عرض کی: "حضور میں واپس آگیا تھا"۔ یہ نہیں کہا کہ حکم کی تعمیل کی وجہ سے میرے پاؤں زخمی ہوگئے ہیں اور اپنی تکالیف کا بالکل بھی ذکر نہ کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل فرماتے ہیں:۔

"ایک شہد کی مکھی سے انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے وہ کیسی دانائی سے گھر بناتی، شہد بناتی ہے بدبودار چیز پر بھی نہیں بیٹھتی پھر اپنے امیر کی مطیع ہوتی ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 68)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:

"کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کرسکتا ہے اس کے لیے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔"

(الفرقان خلافت نمبر مئی، جون 1967ء صفحہ 28)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی اطاعت کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ محض خدا کی رضا کی خاطر تھی غیروں کی نظر میں بھی آپ کا ایک عظیم مقام تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے سرسید احمد خان سے پوچھا کہ جاہل علم پڑھ کر عالم بنتا ہے اور عالم ترقی کر کے حکیم ہوجاتا ہے۔ حکیم ترقی کرتے کرتے صوفی بن جاتا ہے۔ مگر جب صوفی ترقی کرتا ہے تو کیا بنتا ہے؟ سرسید نے جواب میں کہا کہ نورالدین بنتا ہے۔

(بحوالہ حیات نور صفحہ 217)

یہی نورالدین جب ترقی کرتے کرتے خلافت کے منصب پہ فائز ہوئے تو اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا **اعتصام حبل اللہ** کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہوگئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لیے چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر اِزْدِیَادِ نعمت ہوتا ہے۔

(خطبات نور صفحہ 131)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی اپنے امام کے سچے مطیع تھے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:۔

”میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار کہ تم (میں سے) ایک بھی نہیں“۔

آپ کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے چند حوالے پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

”خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔“

(الفضل 31 جنوری 1936ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

”میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو، ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا۔ تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔“

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

عاقل کا یہاں پہ کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

”وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔“

(الفضل 20 نومبر 1946ء)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

”یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔ ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں (۔) قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔“

(الفضل 15 نومبر 1946ء)

خلافت کی اطاعت اور اس کی کامل فرمانبرداری کے بارے میں مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:۔

”اس کی معیت، اس کی رفاقت، اس کی اطاعت اس کی حرکت پر حرکت، اس کے سکون پر سکون، اس کی طلب پر لبیک، اس کی دعوت پر اتفاق جان و مال، ہر (۔) کے لئے فرض کر دیا گیا۔ ایسا فرض جس کے بغیر وہ جاہلیت کی ظلمت سے نکل کر (۔) زندگی کی روشنی میں نہیں آ سکتا۔ (۔) کی اصطلاح میں اسی قومی مرکز کا نام ”خلیفہ“ اور ”امام“ ہے۔“

(مسئلہ خلافت از مولانا ابوالکلام آزاد)

اسی طرح حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنی کتاب منصب امامت میں لکھتے ہیں:۔

”امام وقت سے سرکشی اور روگردانی گستاخی کا باعث ہے۔ امام کے ساتھ بلکہ خود گویا کہ رسول کے ساتھ ہمسری ہے اور خفیہ طور پر خود رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسل کے بغیر تقرب الٰہی محض وہم وخیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔“

(منصب امامت صفحہ 111۔ از شاہ اسماعیل شہید مترجم حکیم محمد حسین علوی مطبوعہ حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور)

حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک جنگ کے موقع پر خالد بن ولیدؓ جو کمانڈر انچیف تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں ہٹا کے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو کمانڈر انچیف بنا دیا۔ خالد بن ولیدؓ خود ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے پاس گئے اور کہا کہ خلیفہ وقت کے حکم کی فوری تعمیل کریں اور کمانڈر انچیف کا عہدہ سنبھال لیں۔ مجھے آپ جو بھی کام دیں گے میں کروں گا خواہ چپڑاسی کا کام دیں۔

خالد بن ولیدؓ جانتے تھے کہ اصل برکت خلافت کی اطاعت میں ہے اور وہی کامیاب ہوگا جس کے ساتھ خلیفہ وقت کی دعائیں اور تائید ہوگی۔ تاریخ گواہ ہے کہ وہ جنگ بڑی شان کے ساتھ جیتی گئی۔

عبداللہ بن رواحہؓ نے مسجد جاتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی بیٹھ جاؤ تو آپ وہیں بیٹھ گئے حالانکہ وہ حکم مسجد والوں کے لئے تھا مگر آپ نے یہ گوارا نہ کیا کہ آنحضورؐ کی آواز کانوں میں پڑے اور اس کی تعمیل نہ ہو۔

ابھی خلافت خامسہ کے انتخاب کے معاً بعد جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت سے بیعت لینے لگے تو بیت فضل لندن میں کھڑے احباب سے فرمایا بیٹھ جائیں۔ جب یہ اعلان لاؤڈ سپیکر پر ہوا کہ حضور نے فرمایا ہے بیٹھ جائیں تو ساری دنیا نے یہ نظارہ دیکھا کہ لندن کی سردرات تھی ہزاروں کا مجمع جو سڑک پر کھڑا تھا اور اپنے نئے امام کی بیعت کرنے کو تیار تھا اسے جب یہ حکم سنائی دیا کہ بیٹھ جائیں تو ایک ہی لمحے میں ہزاروں کا مجمع ٹھنڈی سڑک پر بیٹھ گیا۔

روس کے ایک بادشاہ نے اپنے دربان ٹالسٹائے کو حکم دیا کہ اندر کسی کو نہیں آنے دینا۔ بادشاہ کا بیٹا آیا اور اندر داخل ہونا چاہا مگر دربان نے روک دیا۔ شہزادے نے ناراض ہو کے دربان کو مارا تین چار مرتبہ اسی طرح ہوا دربان مار کھاتا رہا مگر شہزادے کو اندر نہ جانے دیا۔ بادشاہ نے آ کے دربان سے کہا کہ شہزادے کو بات نہ ماننے اور ہاتھ اٹھانے کی سزا دو اور اسے مارو۔ شہزادے نے کہا کہ میں شاہی خاندان کا فرد ہوں ایک دربان مجھے نہیں مار سکتا۔ اس پر بادشاہ نے ترقی دیتے دیتے اُس دربان کو کاؤنٹ (Count) بنا دیا اور پھر حکم دیا کہ کاؤنٹ ٹالسٹائے اس شہزادے کو مارو اور دربان سے شہزادے کو پٹوایا اور اپنی بات کی عظمت کو قائم رکھا۔

وہ تو روس کا ایک بادشاہ تھا جسے اپنی بات کی اس قدر غیرت تھی کہ اس نے اپنے ہی خون کو اپنے دربان کے ہاتھوں پٹوا دیا۔ تو وہ شخص جسے خدا نے تمام دنیا کا امام بنایا ہو اور اُس کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہو جسے خدا تعالیٰ نے اپنی شناخت کا ذریعہ بنایا ہو۔ جس کی کامیابی کا خود خدا ضامن ہو اس کی نافرمانی گویا خدا تعالیٰ سے جنگ کی تیاری ہو۔ وہ وجود جو خدا کے نمائندہ کی حیثیت سے تمام دنیا کا امام بن کے خدا کی توحید کا پرچار کرنے والا ہو اس کی نافرمانی یقینی طور پر خدا کے عذاب کو آواز دینا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

”واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا، پانچ ہزار روپے کیا، پانچ لاکھ روپے کیا، پانچ ارب روپے کیا، اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابل ذکر چیز ہیں اگر یہ باتیں ہر مرد، ہر عورت، ہر بچے، ہر بوڑھے کے ذہن نشین کی جائیں اور ان کے دلوں پر ان کا نقش کیا جائے تو وہ ٹھوکریں جو عدم علم کی وجہ سے لوگ کھاتے ہیں کیوں کھائیں۔“

(تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات از حضرت مصلح موعود صفحہ 63 مرتبہ ادارہ ترقی اسلام سکندر آباد دکن)

”تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرّہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا وہ حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا وہ حکم دے اُدھر سے ہٹ آؤ۔“

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 515-516)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

”اے دوستو! بیدار ہو اور اپنے مقام کو سمجھو اور اُس اطاعت کا نمونہ دکھاؤ جس کی مثال دنیا کے پردہ پر کسی اور جگہ پر نہ ملتی ہو اور کم سے کم آئندہ کے لئے کوشش کرو کہ سَو (100) میں سے سَو ہی کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھائیں اور اُس ڈھال سے باہر کسی کا جسم نہ ہو جسے خدا تعالیٰ نے تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے اور (۔) پر ایسا عمل کرو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح تم سے خوش ہو جائے۔

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 525)

پس آج ہم سب کا فرض ہے کہ ہم سب اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے ایک اشارے پر آپ کے دائیں بھی لڑیں اور بائیں بھی لڑیں اور آگے بھی لڑیں اور پیچھے بھی لڑیں۔

ہم طلحہ کا ہاتھ بن کے خلافت احمدیہ کی طرف بڑھنے والے ہر تیر کو اپنے ہاتھوں پہ لے لیں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل اور کوئی دشمن کوشش خلافت احمدیہ کا بال بھی بیکا نہ کر سکے۔

ہم دلی بشاشت سے لذت و سرور محسوس کرتے ہوئے اپنے امام کی ہر بات کو ماننے والے ہوں۔

ہم ایسی اطاعت کرنے والے ہوں کہ ہمارے دلوں کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کے بہہ نکلیں۔

ہم اپنے امام کی ہر امر میں اس طرح پیروی کرنے والے ہوں جس طرح نبض حرکت قلب کی پیروی کرتی ہے۔

ہم اپنے آپ کو اپنے امام کے ہاتھ میں اس طرح دینے والے ہوں جس طرح میّت غسّال کے ہاتھ میں۔

ہم اپنے امام سے اس طرح وابستہ ہوں جس طرح گاڑیاں انجن کے ساتھ۔

ہم خلافت احمدیہ کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار ہوں اور اپنی اولاد در اولاد کو خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرنے والے ہوں۔

خلافت کی محبت اور اطاعت ہمارے چہروں سے اس طرح جھلک رہی ہو کہ دیکھنے والا ہر دشمن جا کے اس بات کی گواہی دے کہ تم لوگ خلافت احمدیہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے چاہنے والے انسان نہیں موتیں ہیں جو خلافت کی خاطر اپنا تن من دھن قربان کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کے ان الفاظ پہ میں ختم کرتا ہوں۔

”خلافت زندہ رہے اور اس کے گرد جان دینے کے لئے ہر مومن آمادہ کھڑا ہو۔ صداقت تمہارا زیور، امانت تمہارا حسن، تقویٰ تمہارا لباس ہو۔ خدا تعالیٰ تمہارا ہو اور تم اُس کے ہو۔ آمین!“

محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب

قوم کے اعمال کو ایک رخ میں ظاہر کرنے والا نظام

نظام خلافت جو بے پناہ طاقت پیدا کر دیتا ہے

عام روشنی جو ہم دیکھتے ہیں اس روشنی کی شعاعیں مختلف اطراف میں پھیل جاتی ہیں۔ دائیں بائیں الغرض ایک بڑے منبع سے روشنی کی شعاعیں ہر طرف سفر کرتی ہیں۔ انہی شعاعوں کو اگر کوئی طاقت لگا کر ایک رخ پر متعین کر دیا جائے۔ ان کی ایک سمت متعین کر دی جائے تو اس میں ایک بہت بڑی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ عام طور پر اگر آپ ایک کالا پردہ روشنی کے آگے ڈال دیں تو وہ اس کی روشنی کو روک دے گا اس وقت بھی دیواروں نے روشنی کو کمرے میں قید کر رکھا ہے۔ لیکن اگر ایک طاقت لگا کر ان شعاعوں کو ان روشنی کی اور بجلی کی لہروں کو ایک رخ میں کر دیا جائے تو ان منتشر شعاعوں میں اتنی زبردست قوت اور طاقت پیدا ہو جائے گی کہ کالا پردہ تو کیا، دیواریں کیا، پتھر اور سیسے کے اندر سے بھی یہ شعاعیں اسے پھاڑ کر نکل جائیں گی۔ لوہے کو پھاڑ کر اس کے اندر سے گزر جائیں گی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم عطا فرمائے تھے۔ جوامع الکلم کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑے سے الفاظ میں معانی کا ایک سمندر قید ہو۔ معانی کی ایک کائنات ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما الاعمال بالنیة ۔ بالعموم ہم اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ قوت ارادی اور نیت پر اعمال کا انحصار ہے۔ نیت کے ایک اور معانی بھی ہیں نیت کا مطلب ہے وجھة۔ رخ۔ سمت۔ Direction اب یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اعمال کی طاقت اور قوت کا انحصار، اعمال کے اثر اور نفوذ ہونے کا انحصار ان کے ایک سمت میں ہونے پر ہے۔ خواہ وہ اعمال فرد کے ہوں خواہ وہ اعمال جماعت کے ہوں۔ قوم کے ہوں یا معاشرے کے ہوں۔

تمام لوگوں کے اعمال کا رخ ایک طرف نہیں ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا ہے کہ اعمال کا رخ اگر ایک نہ ہو خواہ وہ فرد کے اعمال ہوں یا قوم کے اعمال ہوں تو قوت پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن فرد کے اعمال کا جہاں تک تعلق ہے۔ وہ اعمال انسان کی نیت اور قوت ارادی سے ایک حد تک ایک رخ اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر انسان بڑی حد تک زور لگائے۔ محنت کرے اور جدوجہد کرے، دعا کرے تو اپنے اعمال کے رخ کو ایک طرف متعین کر سکتا ہے۔ لیکن ایک معاشرے کے اعمال، ایک قوم کے اعمال، ایک جماعت کے اعمال کبھی بھی ایک رخ اختیار نہیں کر سکتے۔ جب تک ایک زبردست طاقت اس کے پیچھے نہ ہو۔ اس کے اعمال کو ایک سمت دینے والا زبردست وجود اس کے پیچھے نہ ہو۔ ایک ادارے کے بارے میں لطیفہ مشہور ہے کہ وہاں اساتذہ سے آراء مانگی گئیں کہ سائیکل سٹینڈ کہاں بنایا جائے۔ اس وقت چالیس اساتذہ تھے اور اکتالیس آراء موصول ہوئیں۔ واللہ اعلم یہ بات کس حد تک درست ہے۔

اعمال اگر قوم کے ہیں تو ہر فرد کی الگ الگ رائے ہوگی، ہر فرد اپنی عقل پر چل رہا ہوگا۔ ہر فرد اپنے مفاد کو مدنظر رکھ رہا ہوگا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو پورا کرنا ہے کہ اعمال کا رخ اگر ایک ہو تب اعمال میں قوت پیدا ہوتی ہے تو اس کا طریق پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم ہی ہمیں بتاتے ہیں۔ پہلی روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی دوسری روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من مات وليس فى عنقه بيعة مات ميتة الجاهلية

اگر کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے اور اس کی گردن میں امام کی بیعت کا پروانہ نہیں ہے، وہ طوق نہیں ہے جو بیعت کا طوق ہے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

اب ہمیں پتہ چل گیا کہ ایک فرد اپنے اعمال، ایک فرد اپنی قوت ارادی اور نیت ایک سمت میں لا سکتا ہے۔ مگر ایک جماعت کے اعمال، ایک قوم کے اعمال، ایک معاشرے کے اعمال، جب تک ایک واجب الاطاعت امام نہ ہو کبھی ایک رخ میں نہیں لائے جا سکتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

انما الاعمال بالنية

کہ اعمال کی قوت تو ان کے ایک رخ میں ہونے میں ہے، ان کی ایک سمت ہونے میں ہے۔ یہ ہے فرق جو اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت اور دوسری جماعتوں میں پیدا کیا ہے۔ ہمیں واجب الاطاعت امام دیا ہے۔ جس نے ہر چھوٹے بڑے ہر زید اور بکر کے اعمال کو ایک رخ پر ڈال دیا ہے۔ اس سے قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ ایک عام روشنی کی طرح اسے ایک کالا کپڑا ڈھانک سکتا ہے۔ اور اگر یہی روشنی کی شعاعیں لیزر کی شکل اختیار کر لیتی ہیں تو ایک رخ اختیار کر کے اور ایک سمت اختیار کر کے ایسی طاقت بن جاتی ہیں کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی ہے۔ اس لئے امام کی پالیسی پر، امام کی رہنمائی میں، امام کے قول کے مطابق، امام کے کہنے کے مطابق اگر ساری قوم چلتی ہے تو کوئی طاقت دنیا کی اسے روک نہیں سکتی ہے۔ اور یہی بات ہے جس کے لئے یہ عہد بیعت لیا گیا ہے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

”یہ انتظام (بیعت کا انتظام) جس کے ذریعہ سے راستبازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدت مجموعی کے پیرائے میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہوگا اور اپنی سچائی کے مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کرے گا خداوند عزوجل کو بہت پسند آیا ہے“۔

(اشتہار 4 مارچ 1889ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 194)

حضور کے زمانہ میں تو قادیان میں بجلی بھی نہ تھی اور لیزر تو ہمارے سامنے نکلی ہے۔ لیکن تشبیہہ جو حضور نے دی ہے وہ عین بین اس کے مطابق ہے کہ مختلف المخرج شعاعیں فائدہ دیتی ہیں، ایک جماعت کے نیک افراد کے اعمال فائدہ دیتے ہیں لیکن قوت اور طاقت پیدا نہیں ہوتی۔ قوت اور طاقت کے لئے فرماتے ہیں کہ مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں یعنی جس طرح لیزر چلتی ہے اور اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح ایک جماعت کے نیک اعمال جب بیعت کے بعد ایک سلک میں پرو کر جب ایک رخ میں چلیں گے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔ اور یہ بات اللہ کو بہت پسند ہے۔

(بقیہ صفحہ 4)

❁ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا سفرِ لاہور اور احمدیہ بلڈنگز میں نظام خلافت سے متعلق جلالی تقریر کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ (15 تا 19 جون 1912ء)

❁ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی بنیاد۔

(25 جولائی 1912ء)

❁ رسالہ احمدی خاتون کا اجراء۔

(ستمبر 1912ء)

❁ حضرت سیدنا محمود کا سفرِ مصر و عرب اور حجِ بیت اللہ شریف۔

(روانگی 26 ستمبر 1912ء واپسی 12 جنوری 1913ء)

❁ حضرت سیدنا محمود کی زیرِ ادارت اخبار الفضل جاری ہوا۔ (18 جون 1913)

❁ حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب بغرض دعوت الی اللہ سفر انگلستان۔

(روانگی 25 جولائی 1913ء واپسی 29 مارچ 1916ء)

❁ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کا سفر مصر و شام۔

(روانگی 26 جولائی 1913 واپسی مئی 1919)

❁ احمدیہ بلڈنگز لاہور سے گمنام ٹریکٹوں کی اشاعت اور حضرت خلیفہ اول کی ناراضگی اور اُن کا جواب۔

(نومبر 1913ء)

❁ حضرت خلیفہ اول کی آخری وصیت۔

(4 مارچ 1914ء)

❁ وصال (13 مارچ 1914ء)

(بقیہ صفحہ 2)

خدا نے مجھے مقرر کیا ہے

خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔ خدا کے مامور کا وعدہ ہے اور اس کا مشاہدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے عجائبات قدرت بہت عجیب ہیں اور اس کی نظر بہت وسیع ہے تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو۔

(ص 419)

جلد بازی سے کوئی فقرہ منہ سے نکالنا بہت آسان ہے مگر اس کا نگلنا بہت مشکل ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفے کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں مگر تمہیں کیا معلوم کہ وہ (-) بڑھ کر آئے۔

(خطبات نور ص 422)

عقل تجویز نہیں کر سکتی

چونکہ خلافت کا انتخاب عقل انسانی کا کام نہیں۔ عقل نہیں تجویز کر سکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں کس میں قوت انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے جناب الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ (نور: 56) خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اب واقعات صحیحہ سے دیکھ لو کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے کہ نہیں؟ یہ تو صحیح بات ہے کہ وہ خلیفہ ہوئے اور ضرور ہوئے۔ شیعہ بھی مانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی بیعت آخر کر لی تھی۔ پھر میری سمجھ میں تو یہ بات آ نہیں سکتی اور نہ اللہ تعالیٰ کو قوی عزیز حکیم خدا ماننے والا کبھی وہم بھی کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر بندوں کا انتخاب غالب آ گیا۔ منشاء الٰہی نہ تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گئے۔ (ص 56)

مکرم مبشر احمد خالد صاحب

خلافت احمدیہ کے شیریں ثمرات

خلافت اولیٰ

26 مئی 1908ء کو حضرت مسیح موعود کا وصال ہوا اور 27 مئی 1908ء کو حضرت مسیح موعود کی نماز جنازہ سے قبل جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر حضرت حافظ حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی کو خلیفۃ المسیح الاول منتخب کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے پھر ایک ہاتھ پر جمع ہوگئے اور جماعت احمدیہ میں خلافت کا سلسلہ جاری ہوگیا اور جو لوگ سمجھتے تھے کہ شاید اب یہ جماعت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔ خلافت کی برکت سے ان کا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔

قدرت ثانیہ کے مظہر اول حضرت حافظ حکیم مولانا نورالدین صاحب بھیروی نے اپنی تمام ذمہ داریوں کو بڑے احسن طریق سے سرانجام دیا اور خلافت کی برکات پوری شان سے ظاہر ہوئیں۔

آپ کے بابرکت دور کے بارہ میں غیر مبائعین کے اخبار پیغام صلح 5 اکتوبر 1969ء صفحہ 3 کے شمارہ میں ذکر ہے کہ:۔

”حضرت مولانا کو حضرت مسیح موعود کے بعد تمام جماعت نے بالاجماع خلیفہ منتخب کیا اور آپ کا چھ سالہ دور خلافت مسیح موعود ہی کے دور ماموریت کا گویا تتمہ تھا جس کے دوران جماعت نے قدرت ثانیہ کی وہ شان دیکھی جس کی خوشخبری مسیح موعود نے الوصیت میں دی تھی“۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے بابرکت دور خلافت میں جماعت کو بہت سارے پہلوؤں میں تقویت اور ترقی نصیب ہوئی۔ یکم مارچ 1909ء میں باقاعدہ طور پر مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ بیت نور تعمیر ہوئی۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول اور اس کے بورڈنگ کی عظیم الشان عمارتیں تعمیر ہوئیں۔ اسی طرح نور ہسپتال اور بیت اقصیٰ میں توسیع ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے عہد خلافت میں مندرجہ ذیل نئے احمدی اخبارات ورسائل جاری ہوئے۔ اخبار نور، اخبار الحق، رسالہ احمدی، احمدی خاتون، اخبار پیغام صلح اور اخبار الفضل۔

آپ کے دور خلافت کا ایک خاص واقعہ یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں جماعت احمدیہ کا پہلا بیرونی مشن انگلستان میں ابتدائی طور پر قائم ہوا محترم چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے جماعت احمدیہ کے پہلے باقاعدہ مربی تھے۔ جو دعوت الی اللہ کے لئے لندن بھیجے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول چند ماہ بیمار رہنے کے بعد 13 مارچ 1914ء کو جمعہ کے دن سوا دو بجے دوپہر قادیان میں وفات پاگئے اور اگلے دن خلیفۃ المسیح الثانی کا انتخاب ہوا۔

خلافت ثانیہ

احمدیت دنیا میں دین حق کی دعوت اور اشاعت کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سب سے پہلے ایک طرف تو قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ وتفسیر تیار کرنے کا کام نئے سرے سے شروع کروایا تاکہ اس کے ذریعہ یورپ میں دین حق کی دعوت ہو سکے اور دوسری طرف آپ نے مربیان تیار کرنے اور پھر انہیں دنیا کے مختلف ملکوں میں بھجوانے کا انتظام کیا یہ انتظام بعد میں انجمن تحریک جدید کے سپرد کر دیا گیا اس طرح تھوڑے ہی عرصہ میں احمدیت دنیا کے کناروں تک پہنچ گئی۔

دعوت الی اللہ کے کام کے ساتھ ساتھ آپ کو جماعت کی تعلیم وتربیت کا بھی بہت خیال رہتا تھا۔ چنانچہ اس غرض سے آپ نے مردوں میں اور عورتوں میں الگ الگ قرآن مجید کا درس دینا شروع کیا۔ جو بعد میں کتابی شکل میں تفسیر کبیر کے نام سے شائع ہوگیا۔ یہ تفسیر علمی اور تربیتی لحاظ سے اتنی اعلیٰ درجہ کی ہے کہ کئی غیر از جماعت علماء نے بھی اس کی تعریف کی ہے۔ کئی لوگ اسے پڑھ کر ہی احمدی ہوگئے۔ پھر حضور نے قرآن مجید کا سلیس سادہ اور بامحاورہ اردو زبان میں ترجمہ بھی کیا اور اس کے ساتھ ضروری مقامات پر تفسیری نوٹ بھی لکھے۔ یہ ترجمہ سب سے پہلے 1957ء میں تفسیر صغیر کے نام سے شائع ہوا۔ یہ اپنوں اور غیروں میں غیر معمولی مقبولیت کا حامل ہے۔

جماعت کی تربیت کے لئے دوسرا ذریعہ حضور نے خطبات وتقاریر کا اختیار کیا۔ قریباً ہر دینی مسئلہ پر اور تربیت کے ہر پہلو پر حضور نے تقاریر فرمائیں اور خطبات دیئے یہ خطبات وتقاریر بہت ہی پُراثر ہیں جو انوارالعلوم اور خطبات محمود کے عنوان سے شائع ہو رہے ہیں۔

حضور نے 1919ء میں صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کا نظام قائم کیا اور پھر تمام جماعتوں میں باقاعدہ عہدیدار منتخب کرنے اور پھر ان کے کام کی نگرانی کرنے کا انتظام فرمایا۔ جس کی وجہ سے جماعت ہر لحاظ سے منظم ہو کر کام کرنے لگی۔

جماعت کی تنظیم اور تربیت کے لئے حضور نے جماعت کے تمام افراد کو مختلف ذیلی تنظیموں میں تقسیم کر دیا۔ ان تنظیموں نے جماعت کی تعلیم وتربیت میں بہت اہم حصہ لیا۔ ان کی وجہ سے جماعت کا کام کرنے کے لئے ہزاروں کارکنوں کی ٹریننگ ہوئی اور انہوں نے اپنے اپنے وقت پر جماعت کی نمایاں خدمت کرنے میں حصہ لیا۔

خلافت ثانیہ کی بابرکت تحریکات میں سے دو کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جن میں سے ایک ”تحریک جدید“ ہے۔ جسے حضرت مصلح موعود نے 1934ء میں جاری فرمایا تھا۔ اس تحریک میں حضور نے 27 مطالبے جماعت کے سامنے رکھے۔ ان مطالبات میں یہ دو مطالبے بھی شامل تھے۔

☆دعوت حق کے لئے نوجوان اپنی زندگیاں وقف کریں۔

☆احمدی مالی قربانی میں حصہ لیں۔ جس کے ذریعہ دین حق کی بیرونی ممالک میں اشاعت کی جائے۔

یہ تحریک بہت ہی بابرکت ثابت ہوئی۔ اس کی وجہ سے دنیا کے بہت سے ممالک میں جماعت کے مشن قائم ہوئے۔ ہزاروں لوگوں نے دین حق قبول کیا۔ کئی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہوئے۔ جماعت میں قربانی اور اخلاص کی لہر پیدا ہوگئی۔

دوسری تحریک 1957ء میں ”وقف جدید“ کے نام سے جاری فرمائی۔ یہ تحریک حضور نے ملک کے دیہاتی علاقوں میں لوگوں تک پیغام حق پہنچانے اور ان کی تعلیم وتربیت کرنے کے لئے جاری فرمائی۔ اس تحریک کے ماتحت حضور نے کم تعلیم یافتہ احمدی نوجوانوں کو تحریک فرمائی کہ وہ دیہات میں رہ کر لوگوں کو دعوت الی اللہ کرنے اور ان کی تعلیم وتربیت کرنے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ چنانچہ بہت سے نوجوانوں نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ یہ تحریک اب خدا کے فضل سے بہت کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے۔

خلافت احمدیہ میں خوف کو امن میں بدلنے کی برکت بھی اپنی پوری شان سے ظاہر ہوئی اور جب کبھی بھی جماعت پر کوئی خوف کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے خلافت کی برکت سے اسے امن میں بدل دیا۔ حضرت مصلح موعود کے زمانہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف کئی فتنے ظاہر ہوئے۔ مگر ہر فتنے کا حضور نے انتہائی بہادری سے مقابلہ کیا اور پہلے ہی یہ اعلان فرما دیا کہ یہ فتنے ناکام ہو جائیں گے۔ احمدیت کی کشتی خدا کے فضل سے آگے ہی آگے بڑھتی جائے گی۔ چنانچہ واقعی حضور کی پیشگوئی پوری ہوتی رہی۔ ہر فتنہ ناکام ہوا اور احمدیت ترقی کرتی چلی گئی۔ سب سے پہلے حضور کو منکرین خلافت کا سامنا کرنا پڑا جسے حضور نے ہر لحاظ سے ناکام بنا دیا۔ 1934ء میں مخالفین نے ملک میں وسیع پیمانے پر فتنہ کھڑا کیا۔ مگر حضرت اقدس نے اپنے خطبہ میں خدا تعالیٰ کے اشارہ سے یہ اعلان فرمایا کہ:۔

”زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں“۔

اس اعلان کے بعد جلد ہی خدا تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ مخالفین بدنام ہوگئے۔ ان کا جھوٹا ہونا سب پر ظاہر ہوگیا۔ اس طرح بجائے احمدیت کو مٹانے کے وہ خود تباہ ہوگئے۔

1953ء میں مخالفین نے ایک دفعہ پھر پاکستان بھر میں نئے سرے سے جماعت پر حملہ کیا۔ اس دفعہ انہوں نے اپنی طرف سے 1934ء سے بھی زیادہ خطرناک حالات جماعت کے لئے پیدا کر دیئے۔ مگر عین اسی وقت جبکہ یہ فتنہ انتہائی زوروں پر تھا۔ حضرت مصلح موعود نے یہ اعلان فرمایا کہ:۔

”احمدیت خدا کی قائم کی ہوئی ہے اگر یہ لوگ جیت گئے تو ہم جھوٹے ہیں لیکن اگر ہم سچے ہیں تو یہی لوگ ہاریں گے“۔

چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ یہ فتنہ بھی ناکام ہوگیا۔ خلافت ثانیہ کی برکات میں سے ایک بہت بڑی برکت تقسیم ہندوستان کے موقع پر اس وقت ظاہر ہوئی جب جماعت کو قادیان سے ہجرت کر کے پاکستان آنا پڑا۔ حضرت اقدس نے قادیان کی آبادی کو حفاظت کے ساتھ پاکستان پہنچانے کے لئے دن رات کام کیا۔ جہاں لاکھوں کی تعداد میں لوگ مارے گئے۔ وہاں احمدی جماعت کے اکثر افراد حضور کی راہنمائی میں بڑی عمدگی اور حفاظت کے ساتھ ایک خاص انتظام کے ماتحت پاکستان پہنچ گئے۔ قادیان سے ہجرت کے بعد پاکستان میں آ کر ربوہ جیسی عظیم الشان بستی آباد کر لینا اور جماعت احمدیہ کا مرکز دوبارہ قائم کرنا خلافت ثانیہ کا ایک بہت بڑا شیریں پھل ہے۔

خلافت ثالثہ

خلافت ثالثہ کا بابرکت عہد سترہ سال پر پھیلا ہوا ہے۔ اس سترہ سالہ دور میں بھی اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور خلافت کی برکات کے کئی نشان ہم دیکھ چکے

ہیں۔ جو اس خلافت میں جاری ہونے والی بابرکت تحریکوں کے ذریعہ ظاہر ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے بابرکت عہد خلافت میں جن تحریکات کا اجراء فرمایا وہ تمام کی تمام غیر معمولی طور پر کامیابی سے ہمکنار ہوئیں اور جماعت کی ترقی کا باعث بنیں۔ حضور نے قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کی جو تحریک فرمائی ہے وہ بھی بہت

کامیاب ہورہی ہے۔ ہزاروں احمدی اپنے خرچ پر وقف عارضی کی تحریک میں حصہ لے کر لوگوں کو قرآن کریم پڑھانے میں مشغول ہیں اور انہیں برائیوں سے بچنے اور نیک کام کرنے کی تلقین کررہے ہیں۔ اس تحریک کے نتیجہ میں جماعت کی دینی تعلیم کا اور اس کی تربیت کا انتظام ہورہا ہے اور وہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جارہی ہے۔

حضرت مسیح موعود کا ایک الہام ہے کہ:۔

”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“۔

یہ الہام بھی پہلی بار خلافت ثالثہ کے دور میں ہی پورا ہوا۔ چنانچہ افریقہ کے ایک ملک گیمبیا میں اللہ تعالیٰ نے وہاں کے ایک احمدی مسٹر ایف ایم سنگھاٹے کو وہاں کا گورنر جنرل بنا دیا۔ گورنر جنرل بننے کے بعد آپ نے کئی دنوں تک دعائیں کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں درخواست کی کہ حضرت مسیح موعود کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود کا کوئی کپڑا تبرک کے طور پر مجھے عنایت فرمائیں۔ چنانچہ حضور نے ربوہ سے وہ کپڑا انہیں بھجوایا جسے پا کر وہ بہت خوش ہوئے۔ اس طرح خلافت ثالثہ کی برکت سے حضرت مسیح موعود کا وہ الہام پورا ہوا۔

1970ء میں حضور نے پہلی مرتبہ مغربی افریقہ کا دورہ کیا اور اس سفر کے ذریعہ افریقہ میں دعوت دین حق کے لئے نئے دور کا آغاز ہوا۔ جس کے لئے حضور نے ”نصرت جہاں آگے بڑھو“ سکیم جاری فرمائی۔ اس سکیم کے ماتحت اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق حضور نے کم ازکم ایک لاکھ پونڈ جمع کرنے کی تحریک فرمائی۔ یہ تحریک بھی کامیاب رہی۔ اس کے ماتحت احمدی ڈاکٹر اور اساتذہ افریقہ میں ڈسپنسریاں، ہسپتال اور سکول قائم کرکے اہل افریقہ کی بےلوث خدمت کررہے ہیں۔ اس طرح افریقہ میں احمدیت کی غیرمعمولی پذیرائی ہوئی۔

1974ء میں پاکستان بھر میں جماعت احمدیہ کے خلاف فسادات اور ہنگامے شروع ہوگئے۔ مکانات لوٹے اور جلائے گئے۔ بائیکاٹ کیا گیا۔ احمدیوں کو ملازمتوں سے نکالا گیا اور کئی احمدیوں کو شہید کردیا گیا۔ مگر ہر طرح کے ظلم وستم کے باوجود جن کی جماعت کی گزشتہ تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اس آزمائش اور امتحان میں بھی کامیاب رہی اور پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی راہنمائی میں سلامتی کے ساتھ اس کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا رہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے مبارک عہد خلافت اور خلافت احمدیہ کا ایک نہایت اہم واقعہ 2 تا 4 جون 1978ء کو لندن میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی ”کسر صلیب“ کانفرنس تھی۔ جس میں دنیا بھر سے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے بڑے بڑے عالم شامل ہوئے اور انہوں نے اپنے تحقیقی اور علمی مقالے اس کانفرنس میں پڑھ کر سنائے۔

حضور کے بابرکت دور خلافت میں حضرت مسیح موعود کی یہ پیشگوئی کہ:۔

”تیرے فرقہ کے لوگ علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور سے اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کردیں گے“۔

مختلف رنگوں میں بار بار پوری ہوتی رہی۔ بالخصوص یہ پیشگوئی جناب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے وجود میں اس شان سے پوری ہوئی کہ پوری دنیا نے اس کا نظارہ دیکھا۔

حضور کے بابرکت دور خلافت میں سپین میں ساڑھے سات سو سال کے بعد جماعت احمدیہ کے ذریعہ پہلے خانہ خدا کی بنیاد رکھی گئی۔

آپ نے 1973ء کے جلسہ سالانہ پر ایک عظیم الشان منصوبہ صد سالہ جوبلی کے نام سے جماعت کے سامنے رکھا اور یہ جوبلی 1989ء میں پوری شان سے منائی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے دور خلافت میں تعلیم القرآن اور اشاعت قرآن کی طرف خاص توجہ فرمائی۔

خلافت رابعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے دین حق کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کے لئے دن رات ایک کردیا۔ دعوت الی اللہ کے لئے تمام جدید ذرائع سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور جماعت کے ہر فرد کو داعی الی اللہ قرار دیا۔ آپ کے بابرکت دور خلافت میں بے شمار مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر 175 ممالک میں مضبوطی سے قائم ہوئی۔

منصب خلافت پر متمکن ہونے کے معاً بعد آپ نے پیدروآباد سپین میں 700 سال بعد تعمیر ہونے والی پہلی بیت الذکر کا مورخہ 10 ستمبر 1982ء کو افتتاح فرمایا۔ جس کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 9/اکتوبر 1980ء کو رکھا تھا۔

سپین میں خدا کا پہلا گھر ”بیت بشارت“ بنانے کی خوشی میں شکرانے کے طور پر غریب اور ضرورتمند لوگوں کے لئے مکان بنانے کی سکیم (بیوت الحمد منصوبہ) کا بیت اقصیٰ میں مورخہ 29/اکتوبر 1982ء کو اعلان فرمایا۔ آپ کے عہد خلافت میں 87 کشادہ، خوبصورت اور آرام دہ مکان بن چکے تھے۔ 500 افراد کو گھر کی حالت بہتر بنانے یا وسعت دینے کے لئے رقم دی گئی۔ قادیان دارالامان میں بھی 37 مکان تعمیر کئے گئے جہاں درویشان قادیان کے خاندان یا ان کی بیوائیں رہائش پذیر ہیں۔ 1984ء میں جب پاکستان کے حالات خراب ہوئے تو آپ کو ربوہ سے ہجرت کرکے لندن تشریف لے جانا پڑا۔ حضور کی ہجرت کے 19 سالوں میں 84 نئے ممالک جماعت احمدیہ کو ملے اور دنیا بھر میں 35 ہزار 358 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔

خلافت رابعہ کا سب سے بڑا تحفہ MTA ہے۔ جس کا باقاعدہ آغاز 7 جنوری 1994ء کو ہوا۔ اس کے بعد یکم اپریل 1996ء سے چوبیس گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔ پھر 7 جولائی 1996ء کو گلوبل بیم کے ذریعہ نشریات جاری ہوئیں۔ بالآخر 1999ء میں ایم ٹی اے کی ڈیجیٹل نشریات کا آغاز ہوا۔ اس طرح افراد جماعت کی تعلیم وتربیت نیز دعوت الی اللہ میں آسانی کے سامان پیدا ہوگئے۔ ایم ٹی اے خدا کے فضل سے دنیا کا وہ واحد چینل ہے جس پر صرف اور صرف دینی پروگرام پیش کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایم ٹی اے کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اسے ساری دنیا میں دیکھا اور سنا جاسکتا ہے۔

چنانچہ حضور نے جماعت کی آئندہ تعلیمی، تربیتی اور دعوت الی اللہ کی ضروریات کے پیش نظر مورخہ 3/اپریل 1987ء کو ”وقف نو“ جیسی بابرکت تحریک جاری فرمائی۔ جس کے تحت اس وقت تک پچیس ہزار بچے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہوچکے ہیں۔

اسی طرح جنوری 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ”کفالت یکصد یتامیٰ“ کا منصوبہ پیش فرمایا۔ جس کے تحت تقریباً ڈیڑھ ہزار یتامیٰ کو فیض پہنچ رہا ہے۔

اسی طرح شہدائے احمدیت کے ورثاء کی کفالت کے لئے حضور نے 14 مارچ 1986ء کے خطبہ جمعہ میں ”سیدنا بلال فنڈ“ کا اعلان فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی زندگی کی آخری مالی تحریک غریب بچیوں کی شادی کے اخراجات کے لئے 21 فروری 2003ء کو ایک فنڈ قائم کرنے کی تحریک فرمائی۔ اس تحریک کی برکت سے صرف ایک ہفتہ میں ایک لاکھ پاؤنڈ جمع ہوگیا۔ مورخہ 28 فروری کے خطبہ جمعہ میں حضور نے اس فنڈ کا نام ”مریم شادی فنڈ“ تجویز کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

”امید ہے اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جاسکے گا“۔

(الفضل 6 مئی 2003ء)

ان کے علاوہ صومالیہ، بوسنیا کے متاثرین، حبشہ کے قحط زدگان اور افریقہ کے فاقہ زدہ ممالک کے لئے مالی امداد کی متعدد تحریکات جاری فرمائیں۔

آپ کے بابرکت دور خلافت میں 57 زبانوں تک قرآن کریم کے تراجم شائع ہوئے۔ نیز سو زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات، منتخب احادیث اور کتب حضرت مسیح موعود سے منتخب اقتباسات شائع ہوئے۔

حضرت مسیح موعود کا یہ الہام کہ:۔

”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“۔

دوبارہ آپ کے دور خلافت میں اپنے ظاہری معنوں کے ساتھ 1987ء میں پورا ہوا۔ جب نائیجیریا کے دو بادشاہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جماعتی تعلیم و تربیت اور دعوت الی اللہ کے ضمن میں جو خطبات و تقاریر اور علمی لیکچرز دیئے وہ علم الادیان، علم الابدان اور علم الکلام کا عظیم علمی شاہکار ہیں۔ اسی طرح آپ کا رمضان المبارک میں درس القرآن، مجالس سوال وجواب اور مجالس علم وعرفان اور دیگر علمی وادبی کلاسز آپ کی وسعت علمی اور وسعت نظری کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔ جو جماعت کی اندرونی تعلیم وتربیت اور دعوت الی اللہ کے لئے انتہائی مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوئیں۔

آپ ایک بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ آپ کی کتب عصر حاضر کی بہترین علمی شاہکار ہیں۔ جن میں مذہب کے نام پر خون، وصال ابن مریم، سوانح فضل عمر حصہ اول و دوم، ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل۔ ....Response to Contemporary Issues. Christianity A Journey from Facts to Fiction. Revelation, Rationality ...... ۔ نیز قرآن کریم کا سورتوں کے تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس کے ساتھ ترجمہ قابل ذکر ہیں۔ آپ کا منظوم کلام بھی جماعتی تعلیم وتربیت میں بڑا ممد ومعاون ثابت ہوا جو کہ ”کلام طاہر“ کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔ آپ کے تعلیمی وتربیتی اور عالمی وملکی مسائل سے متعلق متعدد سلسلہ وار خطبات بھی کتابی صورت میں چھپ کر اپنوں اور غیروں کی راہنمائی کا باعث بن رہے ہیں۔ جن میں سے خلیج کا بحران اور نظام جہان نو، ذوق عبادت اور آداب دعا۔ زھق الباطل اور سلمان رشدی کی کتاب پر محققانہ تبصرہ کے عنوان سے معروف ہیں۔

خلافت خامسہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب الٰہی پروگرام کے مطابق مورخہ 22/اپریل 2003ء کو جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ منتخب ہوئے اور ایک دفعہ پھر احمدیت کا یہ قافلہ ایک عظیم سپہ سالار کی سربراہی میں اپنے سفر کی طرف رواں دواں ہوگیا۔ آپ نے پہلے دن سے ہی پہلے خلفاء سلسلہ کے جاری فرمودہ تمام تعلیمی، تربیتی اور دعوت الی اللہ کے پروگراموں کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھا ہوا ہے۔

آپ کی بابرکت خلافت کے روز اول سے ہی خدا کی تائیدات اور نصرت الٰہی کے شاندار مظاہر اہل دنیا دیکھتی چلی آرہی ہے۔ آپ کا انتخاب اور آپ کی تائید ہستی باری تعالیٰ کا ایک زبردست اور ناقابل تردید ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی غیرمعمولی تائید و نصرت کے متعلق پہلے سے ہی حضرت مسیح موعود کو الہاماً بتادیا تھا کہ

انی معك یا مسرور (تذکرہ)

اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود کا یہ الہام کمال شان سے خلافت خامسہ میں پورا ہوتا ہوا نظر آرہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شروع خلافت سے ہی زیادہ تر توجہ جماعت کی اندرونی تربیت اور نظام جماعت کی مضبوطی کی طرف دے رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے آپ کثرت سے مختلف ممالک کے دورے کر رہے ہیں۔ 2005ء میں آپ نے قادیان کے جلسہ سالانہ کو برکت اور رونق بخشی۔

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر وصحت میں برکت دے اور دین کے کاموں میں روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے اور آپ کی بابرکت خلافت کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رہے۔ (آمین)

جماعت احمدیہ پر تیز بارش کی طرح نازل ہونے والے خدا تعالیٰ کے فضل دراصل اس امر کا ثبوت ہیں کہ ہم خلافت کی برکت سے اپنی منزل مقصود کی طرف بڑی سرعت سے گامزن ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خلافت کی اہمیت اور برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا۔ لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھتے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی بے شک افراد مریں گے۔ مشکلات آئیں گی۔ تکلیفیں پہنچیں گی۔ مگر جماعت کبھی تباہ نہ ہوگی۔ بلکہ دن بدن بڑھے گی اور اس وقت تم میں سے کسی کا مرنا ایسے ہی ہوگا جیسا کہ مشہور ہے کہ اگر ایک دیو کٹتا ہے تو ہزاروں پیدا ہوتے ہیں۔ تم میں سے اگر ایک مارا جائے گا تو اس کی بجائے ہزاروں اس کے خون کے قطروں سے پیدا ہو جائیں گے“۔ (درس القرآن از حضرت مصلح موعود ص73)

اے اللہ تو خلافت کا سایہ تا قیامت ہمارے سروں پر قائم رکھ اور ہمیں خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے اور اس کی لامتناہی برکات سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)